سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: نوّیں

رسالہ نمبر 5

الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب ۱۳۲۶ھ

غائب کی نماز جنازہ سے روکنے والا ہادی

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

الهادی الحاجب عن جنازة الغائب ۱۳۲۶ھ

(غائب کی نماز جنازہ سے روکنے والا ہادی)

مسئلہ نمبر ۸۵تا۸۷: از معسکر بنگلور جامع مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب مدراسی ۲۳ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمھم اللہ تعالٰی کہ حنفی مذہب میں نمازِ جنازہ مع اولیائے میت پڑھ لئے ہوں پھر دوبارہ پڑھنا، اور نماز جنازہ غائب پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر امام شافعی مذہب ہو تو اسکے اقتداء سے ہم حنفیوں کو یہ دونوں امر جائز ہو جائیں گے یا نہیں؟ یہ حیلہ ہمارے مذہب میں کچھ اصل ہے یا نہیں؟ ہمارے بلاد دکن اضلاع بنگلور و مدراس میں ان مسئلوں کی اشد ضرورت ہے، اُمید کہ عبارات عام فہم ہوں گی۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی لایشفع عندہ الا باذنہ والصلٰوۃ والسّلام علی من امر بالوقوف عند حدود دینہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ قدر کمالہ وحسنہ اٰمین ط	تمام تعریف اللہ کے لئے جس کے حضور اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، اور درود وسلام ہو ان پر جنہوں نے دین کی حدوں پر رُک جانے کا حکم دیا، اور ان کی آل واصحاب پر حضور کے حسن وکمال کے بقدر۔ الٰہی قبول فرما۔

جواب سوالِ اوّل: مذہب مہذّب حنفی میں جبکہ ولی عـــہ۱ نماز پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہوچکی (اگرچہ یونہی کہ دوسرے نے شروع کی ولی شریک ہوگیا) تو اب دوسروں کو مطلقًا جائز نہیں، نہ ان کو جو پڑھ چکے نہ اُن کو جو باقی رہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے، جو اس کا خلاف کرے مذہبِ حنفی کا مخالف ہے۔ تمام کُتبِ مذہب متون وشروح وفتاوٰی اس کی تصریحات سے گونج رہی ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق وتنقیح فقیر کے رسالہ **النھی الحاجز عن تکرار صلٰوۃ الجنائز** میں بفضلہٖ بروجہ اتم ہوچکی ہے یہاں صرف نصوص وعبارات ائمہ وعلمائے حنفیہ خصمھم اللہ تعالٰی بالطافہ الخفیہ، ذکر کریں اور از انجاکہ یہ تحریر فائدہ جدیدہ سے خالی نہ ہو، ان میں جدّت وزیادت کا لحاظ رکھیں، وباللہ التوفیق یہاں کلام بنظرِ انتظام عـــہ۲ مرام چند انواع پر خواہان انقسام:

نوع اوّل[1]: نماز جنازہ دوبارہ روا نہیں۔

(۱) درمختار میں ہے: **تکرارھا غیر مشروع**[1] نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔

(۲) غنیہ شرح منیہ میں ہے: **تکرار الصلٰوۃ علٰی میّت واحد غیر مشروع**[2] ایک میت پر دوبارہ نماز ناجائز ہے۔

(۳) امام اجل مفتی الجنّ والانس سیّدی نجم الدین عمر نسفی اُستاذ امام اجل صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالٰی منظومہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

عـــہ۱: **المراد بالولی ھٰھنا ھوالاحق وبغیرہ من لیس لہ الحق فاحفظ وسیأتی التفصیل** ۱۲منہ (م)

یہاں ولی سے مراد وُہ ہے جو سب سے زیادہ حقدار ہے، اور غیر ولی سے مراد وُہ جس کا حق نہیں یہ ذہن نشین رہے تفصیل آگے آئیگی ۱۲منہ (ت)

عـــہ۲: ہر نوع بعونِ الٰہی نفیس وجلیل مسائل پر مشتمل ہوگی کہ اس باب میں جن کی حاجت واقع ہوئی اور محل خلاف میں قول ارجح کی طرف بھی اجمالی اشارہ ہوگا وباللہ التوفیق ۱۲منہ (م)

[1] درمختار باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۳

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۹

باب فتاوی الشافعی وحدہ | ومابہ قال وقلنا ضدّہ

وجائز فی فعلھا التکرار | وفی القبور عــہ یدخل الاوتار[3]

یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز ہونا صرف امام شافعی کا قول ہے ہمارے نزدیک جائز نہیں۔(۴) ایضاح امام ابوالفضل کرمانی (۵) فتاوٰی عالمگیریہ (۶) جامع الرموز میں ہے: لا یصلی علی میّت الامرّۃ واحدۃ[4] کسی میّت پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے۔(۷) علامہ سیّد احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں: سقوط فرضھا بواحد فلواعادوا تکررت ولم تشرع مکررۃ[5] نماز جنازہ کا فرض ایک کے پڑھنے سے ساقط ہوجاتا ہے اب اگر پڑھیں تو مکرر ہوجائے گی اور وہ مکرر مشروع نہیں۔ بحرالرائق و شامل بیہقی وغیرہما کی عبارات نوع سوم میں آتی ہیں اور حلیہ کی چہارم اور عنایہ کی دہم میں۔(۸) مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی (۹) نہایہ شرح ہدایہ (۱۰) منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں ہے: لاتعاد الصّلوۃ علی المیّت الا ان یکون الولی ھوالذی حضر فان الحق لہ ولیس لغیرہ ولایۃ اسقاط حقہ۔[6] کسی میت پر دو دفعہ نماز نہ ہو، ہاں اگر ولی آئے تو حق اس کا ہے اور دوسرا اس کا حق ساقط نہیں کرسکتا (۱۱) ہدایہ (۱۲) کافی شرح وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی (۱۳) تبیین الحقائق شرح

عــہ: لایدخل القبر عندہ لوضع المیت الا الوتر و عندنا الوتر والشفع سواء ۱۲ منہ (م)

امام شافعی کے نزدیک میت کو اتارنے کے لئے قبر میں جانے والوں کی تعداد طاق ہی ہوگی اور ہمارے نزدیک طاق اور جفت یکساں ہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[3] منظومہ مبارکہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی

[4] جامع الرموز فصل فی الجنائز مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۲۸۵، فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الصّلوۃ علی المیت نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۶۳

[5] حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار باب صلوۃ الجنائز دارالمعرفۃ بیروت ۱/۳۷۱

[6] منحۃ الخالق حاشیۃ علی البحرالرائق فصل فی السلطان احق بصلوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۸۲

نوع دوم۲: دوبارہ پڑھیں تو نفل ہوگی اور یہ نماز بطور نفل جائز نہیں۔ کنزالدقائق للامام الزیلعی **(۱۴)** جوہرۂ نیرہ شرح مختصر القدوری **(۱۵)** درر شرح غرر **(۱۶)** بحرالرائق شرح الکنز للعلامہ زین **(۱۷)** مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر **(۱۸)** مستخلص الحقائق شرح کنز **(۱۹)** کبیری علی المنیہ میں ہے:

الفرض یتادی بالاول والتنفل بھا غیر مشروع (زاد فی التبیین) ولھذا لایصلی علیه من صلی علیه مرۃ[7]۔	فرض تو پہلی نماز سے ادا ہوجاتا ہے اور یہ نماز نفل کے طور پر جائز نہیں اس لئے جو ایک بار پڑھ چکا دوبارہ نہ پڑھے۔

کافی کے الفاظ یہ ہیں:

حق المیّت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلٰوۃ الاولٰی فلو فعله الفریق الثانی لکان نفلا وذاغیر مشروع کمن صلی علیه مرّۃ[8]۔	میّت کا حق پہلے فریق نے ادا کردیا اور فرض کفایہ نماز اول سے ساقط ہوگیا، اب اور لوگ پڑھیں تو نماز نفل ہوگی اور یہ جائز نہیں جیسے ایک بار پڑھ چکنے والے کو دوبارہ اجازت نہیں۔

(۲۰) شرح تجرید کرمانی **(۲۱)** فتاوٰی ہندیہ **(۲۲)** مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی میں ہے: **التنفل بصلٰوۃ الجنازۃ غیر مشروع**[9] نماز جنازہ بطور نفل جائز نہیں۔ **(۲۳)** امام محمد محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

المذھب عنداصحابنا ان التنفل بھا غیر مشروع[10]۔	ہمارے اماموں کا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ نفلاً روا نہیں۔

(۲۴) بحرالعلوم ملک العلماء رسائل الارکان میں فرماتے ہیں:

لوصلوا لزم التنفل بصلٰوۃ الجنازۃ وذاغیر جائز[11]۔	پھر پڑھیں تو نماز جنازہ بطور نفل پڑھنی لازم آئیگی اور یہ ناجائز ہے۔

[7] تبیین الحقائق باب الجنائز مطبوعہ کبرٰی امیریۃ مصر ۱/۲۴۰
[8] کافی
[9] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الخامس فی الصّلٰوۃ علی المیت نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۶۳
[10] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[11] رسائل الارکان فصل فی حکم الجنازۃ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۵۵

ردالمحتار کی عبارت نوعِ ششم میں آئے گی۔

نوع سوم[۳]: یہاں تک کہ اگرسب مقتدی بے طہارت یا سب کے کپڑے نجس تھے یا نجس جگہ کھڑے تھے یا عورت امام اور مرد مقتدی تھے، غرض کسی وجہ سے جماعت بھر کی نماز باطل اور فقط امام کی صحیح ہوئی، اب اعادہ نہیں کرسکتے کہ اکیلے امام سے فرض ساقط ہوگیا، ہاں اگر قوم میں کوئی وجہ بطلان نہ تھی امام میں تھی تو پھر پڑھی جائیگی کہ جب امام کی صحیح نہ ہوئی کسی کی صحیح نہ ہوئی۔ **(۲۵)** خلاصہ **(۲۶)** بزازیہ **(۲۷)** محیط **(۲۸)** بدائع امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاسانی **(۲۹)** شامل للامام البیہقی **(۳۰)** تجرید للامام ابی الفضل **(۳۱)** مفتاح **(۳۲)** جواہر اخلاطی **(۳۳)** قنیہ **(۳۴)** مجتبٰی **(۳۵)** شرح التنویر للعلائی **(۳۶)** اسمٰعیل مفتی دمشق تلمیذ صاحبِ درمختار **(۳۷)** ردالمحتار **(۳۸)** ہندیہ **(۳۹)** بحر **(۴۰)** حلیہ **(۴۱)** رحمانیہ میں ہے۔

بعضھم یزید علی بعض والنظم للدر امّ بلاطھارۃ والقوم بھا اعیدت وبعسکہ لا کمالو امت امراۃ ولو امۃ لسقوط فرضھا بواحد[12]۔	امام طہارت سے نہ تھا اور مقتدی طہارت پر تو نماز پھیری جائے اور عکس میں نہیں جبکہ عورت امام ہو اگرچہ کنیز ہو کہ فرض ایک کے پڑھ لینے سے ساقط ہوگیا۔

محیط وبحر الرائق کے لفظ یہ ہیں:

لوکان الامام علی طھارۃ والقوم علی غیرھا لاتعادلان صلٰوۃ الامام صحت فلو اعادوا تتکرر الصلٰوۃ وانہ لایجوز[13]۔	امام طہارت پر ہو اور مقتدی بے طہارت تو نماز نہ پھیری جائے گی کہ امام کی نماز صحیح ہوگئی۔ اب اگر پھیریں تو نماز جنازہ دوبار ہوگی اور یہ ناجائز ہے۔

شامل بیہقی کے لفظ یہ ہیں:

وان کان القوم غیرطاھر لاتعادلان الاعادۃ لا تجوز[14]۔	اگر مقتدی بے طہارت ہوں نماز نہ پھیریں کہ یہ نماز دوبار جائز نہیں۔

نوع چہارم[۴]: جب ولی خود یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھائے یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب

---

[12] درمختار باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۱

[13] بحر الرائق فصل السلطان احق بصلٰوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۷۹

[14] شامل بیہقی

کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں۔

(۴۲) کنزالد قائق **(۴۳)** وافی للامام اجل ابی البرکات النسفی **(۴۴)** وقایہ **(۴۵)** نقایہ **(۴۶)** غرر للعلامہ مولٰی خسرو **(۴۷)** تنویر الابصار و جامع البحار، شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی **(۴۸)** ملتقی الابحر **(۴۹)** اصلاح للعلامہ ابن کمال پاشا **(۵۰)** فتح القدیر للامام المحقق علی الاطلاق **(۵۱)** شرح منیہ ابن امیر الحاج **(۵۲)** شرح نورالایضاح للمصنف میں ہے:

واللفظ لمتن العلامة ابراہیم لایصلی غیر الولی بعد صلاته[15]۔	(علامہ ابراہیم حلبی کے متن کے الفاظ یہ ہیں۔ت) ولی کے بعد کوئی شخص نماز جنازہ نہ پڑھے۔

امام ابن الہمام کے الفاظ یہ ہیں:

ان صلی الولی ان کان وحدہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ[16]۔	ولی اگر چہ تنہا نماز پڑھ لے اس کے بعد کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

یوں ہی مراقی الفلاح میں فرمایا:

لایصلی احد علیهم بعدہ وان صلی وحدہ ولی[17]۔	ولی اکیلا ہی پڑھ چکا جب بھی اس کے بعد کوئی نہ پڑھے۔

حلیہ کی عبارت یہ ہے:

قال علماؤنااذاصلی علی المیت من له ولایة ذلك لاتشرع الصلٰوة علیه ثانیا لغیرہ[18]۔	ہمارے علماء نے فرمایا جب میّت پر صاحبِ حق نماز پڑھ لے پھر کسی کو اس پر نماز مشروع نہیں۔

(۵۳) مختصر **(۵۴)** ہدایہ للامام الاجل ابی الحسن بن عبدالجلیل الفرغانی **(۵۵)** نافع متن مستصفٰی للامام ناصرالدین ابی القاسم المدنی السمرقندی **(۵۶)** شرح الکنز للعلامۃ ابن نجیم **(۵۷)** شرح الملتقی للعلامہ شیخی زادہ **(۵۸)** شرح النقایہ للقہستانی **(۵۹)** ابراہیم الحلبی علی المنیہ

---

[15] ملتقی الابحر فصل فی الصلٰوۃ علی المیت موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۱۵۹

[16] فتح القدیر فصل فی الصلٰوۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۸۴

[17] مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی فصل السلطان احق بصلٰوتہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۲۴

[18] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

(۶۰) شرح مسکین للکنز (۶۱) برجندی شرح نقایہ میں ہے:

ان صلی علیه الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده[19]۔	اگر جنازے پر ولی نماز پڑھ لے تو اب کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

غنیہ کے لفظ یہ ہیں:

عدم جواز صلٰوۃ غیر الولی بعدہ مذھبنا[20]۔	ولی کے بعد سب کو نماز ناجائز ہونا ہمارا مذہب ہے۔

(۶۲) مستصفی للامام النسفی (۶۳) شلبیہ علی الکنز میں ہے:

لولم یحضر السلطان وصلی الولی لیس لاحد الاعادۃ[21]۔	اگر سلطان حاضر نہ ہو اور ولی پڑھ لے اب کوئی اعادہ نہیں کرسکتا۔

نوعِ پنجم ۵: کچھ ولی کی خصوصیت نہیں۔ حاکمِ اسلام یا امامِ مسجد جامع یا امامِ مسجد محلّہ میت کے بھی، پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ یہ بھی صاحب حق ہیں۔ (۶۴) امام فخر الدین عثمان نے شرح کنز میں بعد مسئلہ ولی فرمایا:

وکذا بعد امام الحی وبعد کل من یتقدم علی الولی[22]۔	یعنی یونہی اگر مسجد محلّہ میّت کا امام یا سلطان وغیرہ حکامِ اسلام نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو پھر اوروں کو نماز کی اجازت نہیں۔

(۶۵) فاتح شرح قدوری (۶۶) ذخیرۃ العقبی علی صدر الشریعۃ (۶۷) حواشی سیّد حموی میں ہے:

تخصیص الولی لیس بقید لانه لوصلی	کچھ ولی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان وغیرہ جو

[19] المختصر للقدوری باب الجنائز مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور بھارت ص ۴۵، الہدایہ فصل فی الصلوٰۃ علی المیت المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۶۰، شرح النقایہ للبرجندی فصل فی الصلوٰۃ الجنائز منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۱۸۱

[20] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۸۵

[21] شلبی علی الکنز علٰی ھامش تبیین الحقائق باب الجنائز مطبعہ کبرٰی امیریہ مصر ۱/۲۳۸

[22] تبیین الحقائق باب الجنائز مطبعہ کبرٰی امیریہ مصر ۱/۲۴۰

السلطان اوغیرہ ممن ھواولٰی من الولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ[23]۔	ولی سے اولٰی ہیں اُن کے بعد کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

(۶۸) فتح القدیر (۶۹) فتح اللہ المعین میں ہے:

اذامنعت الاعادۃ بصلٰوۃ الولی فبصلٰوۃ من ھومقدم علی الولی اولٰی[24]۔	جب ولی کے دوسرے کو اجازت نہیں تو سلطان وغیرہ کہ اس سے بھی مقدم ہیں، ان کے بعد اجازت نہ ہونا بدرجہ اولٰی۔

(۷۰) قہستانی علٰی مختصر الوقایہ میں ہے:

لایجوزان یصلی غیرالاحق بعد صلٰوۃ الولی و الاحق وغیرہ[25]۔	جو اس نماز میں صاحب حق ہیں ان میں کسی کے پڑھنے کے بعد غیر کو پڑھنا جائز نہیں۔

حلیہ کی عبارت نوع چہارم میں گزری۔

نوع ششم[۶]: ولی وغیرہ ذی حق جس صورت میں اپنے حق کے لئے اعادہ کرسکتے ہیں۔ اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ان کی نماز میں شریک نہیں ہوسکتا۔ (۷۱) نورالایضاح (۷۲) درمختار (۷۳) بحرالرائق (۷۴) قنیہ (۷۵) شرح مختصرالوقایۃ للعلامۃ عبدالعلی (۷۶) شرح الملتقی للعلامہ عبدالرحمٰن رومی (۷۷) غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی (۷۸) شرح منظومہ ابن وہبان للعلامۃ ابن الشحنۃ (۷۹) خادمی علی الدرر میں ہے:

واللفظ لہ لیس لمن یصلی والاان یعید مع الولی[26]۔	(اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ت) جو ایک بار پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ اعادہ نہیں کرسکتا۔

(۸۰) فتح القدیر میں ہے:

ولذاقلنالم یشرع لمن صلی مرۃ	اسی لئے ہمارا مذہب ہے کہ جو ایک بار پڑھ چکا

---
[23] ذخیرۃ العقبی علی صدر الشریعۃ باب الجنائز منشی نولکشور کانپور ۱/ ۱۱۸
[24] فتح القدیر فصل فی صلٰوۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکّھر ۲/ ۸۴، فتح اللہ المعین بحوالہ سیّد حموی فصل فی السلطان احق بصلٰوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۵۳
[25] جامع الرموز فصل الجنائز مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۸۴
[26] خادمی علی الدرر باب الجنائز مطبعہ عثمانیہ دار سعادت ترکی ص ۹۹

التکرر [27]۔	اُسے پھر پڑھنا جائز نہیں۔

(۸۱) شامی علی الدر میں ہے:

لان اعادتہ تکون نفلا من کل وجہ بخلاف الولی لانہ صاحب الحق [28]۔	اس لئے کہ اس کا اعادہ ہر طرح نفل ہی ہوگا اور یہ جائز نہیں بخلاف ولی کے کہ صاحبِ حق ہے۔

نوع ہفتم: جب ولی نے دوسرے کو اذن دے دیا اگرچہ آپ شریک نماز نہ ہوا، یا کوئی اجنبی بے اذنِ ولی خود ہی پڑھ گیا مگر ولی شریک نماز ہوگیا تو ان صورتوں میں ولی بھی اعادہ نہیں کرسکتا۔ **(۸۲)** جوہرہ میں ہے:

ان اذن الولی لغیرہ فصلی لا تجوز لہ الاعادۃ [29]۔	اگر ولی کے اذن سے دوسرے نے پڑھ لی تو اب ولی کو بھی اعادہ کی اجازت نہیں۔

(۸۳) بحر میں ہے:

اذن لغیرہ بالصلٰوۃ لاحق لہ فی الاعادۃ [30]۔	ولی جب دوسرے کو نماز کا اذن دے دے اب اسے اعادہ کا حق نہیں۔

(۸۴) فتاوٰی قاضی خان **(۸۵)** فتاوٰی ظہیریہ **(۸۶)** فتاوٰی ولوالجیہ **(۸۷)** واقعات **(۸۸)** تجنیس للامام صاحب ہدایہ **(۸۹)** فتاوٰی عتابیہ **(۹۰)** فتاوٰی خلاصہ **(۹۱)** عنایہ شرح ہدایہ **(۹۲)** نہایہ اول شروح ہدایہ **(۹۳)** منبع **(۹۴)** عبدالحلیم رومی علی الدرر **(۹۵)** شلبی علٰی زیلعی الکنز **(۹۶)** حلیہ **(۹۷)**.برجندی **(۹۸)** بحر **(۹۹)** رحمانیہ **(۱۰۰)** شرح علائی **(۱۰۱)** ہندیہ میں ہے:

واللفظ للعنایۃ عن الولوالجی وللشلبی عن النہایۃ الولوالجی والظہیریۃ والتجنیس وللبحر عنہم وعن الواقعات رجل صلی علی جنازۃ والولی خلفہ و	(الفاظ ،عنایہ، شلبی اور بحر کے ہیں۔عنایہ سے والوالجی سے منقول ہے اور شلبی میں نہایہ سے اُس میں ولوالجی، ظہیریہ اور تجنیس سے نقل ہے۔اور بحر میں ان سب سے اور واقعات سے نقل

[27] فتح القدیر فصل الصّلٰوۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۸۴
[28] ردالمحتار باب صلٰوۃ الجنائز مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۶۵۲
[29] الجوہرۃ النیرہ باب التیمم مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۷
[30] بحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۵۷

لم یرض به ان تابعه وصلی معه لایعید لانه صلی مرّة[31]۔	ہے۔ت) ایک شخص نے نماز پڑھائی اور ولی راضی نہ تھا لیکن شریک ہوگیا تواب اعادہ نہ کرے گا کہ ایک بار پڑھ چکا۔

نوع ہشتم[۸]: یونہی اگر سلطان وغیرہ ذی حق کہ ولی سے مقدم ہیں پڑھ لیں یا خود نہ پڑھ لیں۔ان کے اذن سے کوئی پڑھ دے جب بھی ولی کو اختیار اعادہ نہیں۔

(۱۰۲تا۱۱۹) ۸۴ سے ۱۰۱ تک تمام کتب مذکورہ **(۱۲۰)** فتح القدیر **(۱۲۱)** فتح المعین میں ہے:

امامن ذکرنا لفظهم انفافبالفاظ متفقة و الباقون بمعانی متقاربة. وهذا لفظ الخانية ان كان المصلی سلطانا اوالامام الاعظم اوالقاضی او والی مصراوامام حيه ليس للولی ان يعيد فی ظاهر الراوية [32] زادالذين سقنالفظهم لانهم اولی بالصلٰوة منه[33]	جن کی عبارت ابھی ہم نے ذکر کی وہ بہ الفاظ متفقہ اور باقی بمعانی متقاربہ بیان کرتے ہیں اور یہاں عبارت خانیہ کی ہے۔ت) اگر امیر المومنین یا سلطانِ اسلام یا قاضی یا والیِ شہر یا امام مسجد محلّہ نے نماز پڑھ لی تو ہمارے ائمہ سے ظاہر الروایۃ میں ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں کہ یہ لوگ اس نماز کے حق میں ولی سے مقدم ہیں۔

(۱۲۲) غنیہ **(۱۲۳)** حلیہ **(۱۲۴)** بحر **(۱۲۵)** طحطاوی علٰی مراقی الفلاح سب کے باب تیمّم میں ہے:

لوصلی من له حق التقدم کالسلطان ونحوه لایکون له حق بالاعادة[34]۔	سلطان وغیرہ جو ولی پر مقدم ہیں ان کے پڑھ لینے کے بعد ولی کو حق اعادہ نہیں۔

کفایہ و مستخلص کی عبارت نوعِ دہم میں آتی ہے۔امام عتابی نے مثل عبارت مذکورہ خانیہ ذکر کیا اور ان کی گنتی میں جو ولی پر مقدم ہیں امام مسجد جامع کو بھی بڑھایا۔اور درایہ پھر نہر پھر در مختار اور جوامع الفقہ اور پھر شرنبلالیہ میں تصریح فرمائی کہ امامِ جامع مسجد امامِ محلّہ پر مقدم ہے۔

---

[31] العنایۃ علی ہامش فتح القدیر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸۳/۲
[32] فتاوٰی قاضی خان باب فی غسل المیت الخ منشی نولکشور لکھنؤ ۹۲/۱
[33] بحر الرائق فصل فی السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۸۱/۲
[34] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۱

(۱۲۶) درایہ شرح ہدایہ (۱۲۷) شلبیہ علی الکنز میں ہے:-

ولوصلی امام المسجد الجامع لاتعاد[35]۔	جامع مسجد کا امام پڑھ لے تو پھر اعادہ نہیں۔

(۱۲۸) مجمع البحار (۱۲۹) شرح مجمع (۱۳۰) بحر (۱۳۱) ردالمحتار میں ہے:

امام الحی کالسلطان فی عدم اعادۃ الولی[36]۔	امامِ محلّہ بھی اس امر میں مثلِ سلطان ہے کہ اس کے بعد ولی کو اعادہ جائز نہیں۔

تنبیہ: امام عتابی نے ولی پر تقدیمِ امام میں یہ شرط لگائی کہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی ہی اولٰی ہے۔ یہ شرط شرنبلالیہ میں معراج الدرایہ اور دُر مختار میں مجتبٰی وشرح المجمع لمصنفہ سے نقل فرمائی۔ حلیہ میں اسے عتابی سے بحوالہ شرح مجمع اور امام بقالی سے بحوالہ مجتبٰی نقل کرکے فرمایا وھو احسن یہ کلام عمدہ ہے۔ اسی طرح بحرالرائق میں فرمایا۔ (۱۳۲) خانیہ (۱۳۳) وجیز کردری (۱۳۴) عالمگیریہ (۱۳۵) خزانۃ المفتین میں ہے:

واللفظ للوجیز مات فی غیربلدہ فصلی علیہ غیراھلہ ثم حملہ الی منزلہ ان کانت الصلٰوۃ الاولی باذن الوالی اوالقاضی لاتعاد[37]۔	(عبارت "وجیز" کی ہے۔ت) غیر شہر میں مرا اجنبی لوگوں نے نماز پڑھ لی پھر اس کے اقارب آئے اسے اس کے وطن لے آئے، اگر پہلی نماز حاکمِ اسلام یا قاضی کے اذن سے ہوئی تھی تو اب اقارب اعادہ نہ کریں۔

نوع نہم ۹: اگر ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان وحکام کہ اس سے اولٰی ہیں بعد کو آئے اب وہ بھی بالاتفاق اعادہ نہیں کرسکتے، ہاں اگر وہ موجود تھے اور اُن کے بے اذن ولی نے پڑھ لی اور وہ شریک نہ ہوئے تو ایک جماعت علماء کے نزدیک انہیں اختیار اعادہ ہے۔

وھو محمل مافی الدرعن المجتبٰی و	یہی اس کلام کا مطلب ہے جو در مختار میں مجتبٰی سے

[35] شلبی علی الکنز علی ھامش تبیین الحقائق فعل السلطان احق بصلوتہ مطبعۃ کبرٰی امیریہ مصر ۱/ ۲۴۰

[36] ردالمحتار باب صلٰوۃ الجنائز مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۵۲

[37] فتاوٰی بزازیہ ہامش فتاوٰی ہندیۃ الخامس والعشرون فی الجنائز نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۸۰، فتاوٰی ہندیۃ الفصل الخامس فی الصلٰوۃ علی المیت نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۶۴

فی النھایۃ والجوھرۃ ثم الھندیۃ والطحطاوی وفی العنایۃ والبرجندی عن النھایۃ وفی الفاتح شرح القدوری وفی ابی سعید علی الدررعن المجتبٰی وغیرہ۔	منقول ہے، اور نہایہ، جوہرہ پھر ہندیہ اور طحطاوی میں ہے اور عنایہ وبرجندی میں نہایہ کے حوالے سے ہے، اور فاتح شرح قدوری میں ہے اور حاشیہ ابو سعید علی الدرر میں مجتبی وغیرہ سے منقول ہے۔(ت)

اور ایک جماعت علماء کے نزدیک اب بھی سلطان وغیرہ کسی کو اختیارِ اعادہ نہیں، معراج الدرایہ میں اسی کی تائید کی، ردالمحتار میں اسی کو ترجیح دی۔ اور یہی ظاہر اطلاق متون اور ظاہرًا من حیث الدلیل اقوی ہے تو حاصل یہ ٹھہرا کہ سلطان نے پڑھ لی تو ولی نہیں پڑھ سکتا ولی نے پڑھ لی تو سلطان نہیں پڑھ سکتا، غرض ہر طرح اعادہ وتکرار کا دروازہ بند فرماتے ہیں: **(۱۳۶)** غایۃ البیان شرح الہدایہ للعلامۃ الاتقانی میں ہے:

ھذا علی سبیل العموم حتی لا تجو ز الاعادۃ لاالسلطان ولا لغیرہ[38]۔	یعنی ولی کے بعد کسی کو نماز کی اجازت نہ ہونے کا حکم عام ہے یہاں تک کہ پھر سلطان وغیرہ کسی کو اعادہ جائز نہیں۔

(۱۳۷) صغیری میں ہے:

ان صلی ھوفلیس لغیرہ ان یصلی بعدہ من السلطان فمن دونہ[39]۔	ولی پڑھ لے تو پھر کسی کو پڑھنے کا حق نہیں سلطان ہو یا اور کوئی۔

سراج وہاج شرح قدوری میں ہے:

من صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ سلطاناکان او غیرہ[40]	ولی کے بعد کسی کو نماز جائز نہیں سلطان ہو یا اس کا غیر۔

(۱۳۹و۱۴۰) ابوالسعود میں نافع وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اطلق فی الغیر فعم السلطان فمفادہ عدم اعادۃ السلطان بعد صلٰوۃ الولی وبہ	کنز میں امام ماتن نے غیر کو مطلق رکھا جو سلطان کو بھی شامل، تو اس کا مفادیہ ہے کہ ولی کے بعد

[38] ردالمحتار بحوالہ غایۃ البیان باب صلوٰۃ الجنائز دار الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۵۹۲
[39] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸۹
[40] بحر الرائق بحوالہ سراج الوہاج فصل السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۸۲

جزم فی السراج وغایة البیان والنافع[41]۔	سلطان بھی اعادہ نہ کرے، اور اسی پر حدادی واتقانی ونافع نے جزم کیا۔

(۱۴۱) مستصفی للامام النسفی (۱۴۲) شلبی علی الکنز میں ہے:

الحق الی الاولیاء حیث قال لیس لاحد بعدہ الاعادة بطریق العموم سلطانا کان اوغیرہ[42]۔	اصل حق ولی کا ہے ولہذا ماتن یعنی صاحب الفقہ النافع نے عام فرمایا کہ ولی کے بعد کسی کو اعادہ کا اختیار نہیں، سلطان ہو یا کوئی۔

(۱۴۳و۱۴۴) ردالمحتار میں معراج الدرایہ وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اذا صلی الولی فھل لمن قبلہ کالسلطان حق الاعادة، فی السراج والمستصفی لاویدل علی ھذا قول الھدایة ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ونحوہ فی الکنز وغیرہ فقولہ لم یجزلاحدیشمل السلطان ونقل فی المعراج عن النافع عــہ لیس للسلطان الاعاة ثم اید روایة النافع[43] اھ ملخصا۔	کیا ولی کے بعد سلطان وغیرہ جواس سے مقدم ہیں اعادہ کا حق رکھتے ہیں، سراج و مستصفی میں منع فرمایا۔ اور ہدایہ کا قول اس پر دلیل ہے کہ فرمایا ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں، اور یونہی کنزوغیرہ میں ہے، کسی میں سلطان بھی آگیا، اور معراج میں منافع سے سلطان کو منع اعادہ نقل کرکے اس کی تائید فرمائی۔

عــہ: المنافع ھذاھوالمستصفی للامام اجل ابی البرکات النسفی شرح الفقه النافع الشھیر بالنافع للامام ناصرالدین ابی القاسم المدنی السمرقندی وقد قال رحمہ اللہ تعالٰی فی اٰخرکتابہ المصفی شرح المنظومة النسفیة	منافع، یہی امام اجل ابوالبرکات نسفی کی مستصفٰی ہے جوامام ناصرالدین ابولقاسم مدنی سمرقندی کی کتاب "الفقہ النافع" مشہور بہ "نافع" کی شرح ہے۔ امام نسفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب "المصفی شرح منظومہ نسفیۃ" کے آخر میں لکھا ہے کہ: جب میں (باقی اگلے صفحہ پر)

[41] فتح المعین علٰی شرح ملا مسکین فصل فی الصلوٰۃ علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۵۳

[42] شلبی علی الکنز علی ہامش تبیین الحقائق فصل السلطان احق بصلوٰتہ مطبعۃ کبرٰی امیریہ مصر ۱/ ۲۳۸

[43] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطبعۃ کبرٰی امیریہ مصر ۱/ ۹۲-۵۹۱

(۱۴۵) بحر الرائق میں ہے:

صلی الولی ثم جاء المقدم علیه فلیس له الاعادة[44]۔	ولی پڑھ چکا پھر سلطان وغیرہ وُہ لوگ آئے جو ولی پر مقدم ہیں انہیں اعادہ کا اختیار نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لما فرغت من جمع المنافع واملائه وھوالمستصفٰی سألنی بعض اخوانی ان اجمع للمنظومة شرحا مشتملا علی الدقائق فشرحتها وسمیته المصفی فظهران المستصفٰی والمنافع شیئ واحد وھوشرح النافع، والمصفی غیرہ وھوشرح المنظومة فلیس عین المستصفی ولا اختصارہ ،ولا المستصفی شرح المنظومة وقد وقع ھھناغلط من العلامة الکاتبی فی کشف الظنون فتنبه ومن اشد العجب ان استدل مادعاہ من المستصفی شرح المنظومة وان المصفی اختصارہ بمامرمن کلامه رحمه اللہتعالٰی فی اٰخرالمصفی مع انه شاھد باعلی نداء علٰی نقیض مادعاہ ثم اعاد ذکرالمستصفی فی النافع فجعله شرحه علی الصواب وذکر قیلا انه المصفی ولیس بالصواب فاعلم ۱۲منه (م)

منافع ــوہی مستصفٰی ہے --کی تالیف واملا سے فارغ ہُوا تو بعض عزیزوں نے مجھ سے چاہا کہ منظومہ کی ایک ایسی شرح لکھ دُوں جو اس کے دقائق کے بیان پر مشتمل ہو، تو میں نے منظومہ کی شرح لکھی اور اس کا نام "مصفّی" رکھا--اس عبارت سے واضح ہے کہ مستصفی اور منافع ایک ہی ہیں اور یہ "نافع" کی شرح ہے، اور مصفی دوسری کتاب ہے وہ منظومہ کی شرح ہے بعینہٖ مستصفی یا اس کا اختصار نہیں ہے۔نہ ہی مستصفٰی، منظومہ کی شرح ہے--یہاں کشف الظنون میں علامہ کاتبی سے غلطی ہو گئی ہے اس لئے متنبہ رہنا چاہئے--انہوں نے یہ لکھ دیا کہ مستصفٰی، منظومہ کی شرح ہے اور مصفی اس کا (مستصفی کا) اختصار ہے اور سخت حیرت کی بات یہ ہے کہ اس دعوے کی دلیل میں انہوں نے آخر مصفی کی یہی عبارت پیش کی ہے جو ابھی ذکر ہوئی حالانکہ وُہ بہ آواز بلند ان کے دعوے کے خلاف شہادت دے رہی ہے--اس کے بعد "النافع" کے تحت کاتبی نے مستصفے کو دوبارہ ذکر کیا وہاں بجاطور پر اس کی شرح بتایا اور ایک ضعیف قول کا ذکر کیا کہ وہ مصفے ہی ہے اور یہ درست نہیں--تو یہ معلوم رہے ۱۲ (ت)

[44] بحر الرائق فصل السلطان احق بصلوٰتہٖ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۸۲/۲

وبھذا حاول البحر التوفیق فحمل مافی النھایۃ والعنایۃ علٰی ما اذا تقدم الولی بمحضر السلطان من دون اذنہ ومافی السراج والمستصفی علٰی ما اذا تقدم وھم غیب ثم حضروا ونازعہ فی النھر بان کلماتھم متفقۃ علٰی ان لاحق للسلطان فمن دونہ قبل الولی الّا عند حضورھم فالخلاف انما ھو اذا حضروا۔

اقول: کیف ماکان الامر فالذی یقول باعادۃ السلطان انما یقول اذا حضر وتقدم الولی بلا اذنہ قال فی الحلیۃ فی تصویر ھذا الخلاف صلی الولی والسلطان اوامام الحی ومن بینھما حاضر ولم یتابعہ[45] الخ وکذلك قید فی النافع بقولہ ان حضر قال فی شرحہ المستصفی انما قدم السلطان بعارض ولھذا قال ان حضر[46] اھ وفی المجتبٰی صلی الولی لم یجز ان یصلی احد بعدہ

اسی سے صاحبِ بحر نے تطبیق دینا چاہا ہے، انہوں نے نہایہ وغیرہ کی عبارت کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب سلطان کے موجود ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر ولی پڑھادے۔ اور سراج و مستصفی کے کلام کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب ولی انکی غیر موجودگی میں پڑھادے بعد میں وہ آجائیں۔۔ صاحب نہر نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ کلماتِ علماء اس بارے میں متفق ہیں کہ سلطان وغیرہ کو ولی پر حقِ تقدم اُسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ موجود ہوں تو اختلاف موجودگی ہی کی صورت میں ہوگا۔

اقول: جیسا بھی ہو جو سلطان کے لئے دوبارہ پڑھنے کا حق مانتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ جب سلطان موجود ہو اور ولی اس کی اجازت کے بغیر پڑھادے تو وہ پھر پڑھ سکتا ہے۔۔ حلیہ میں اس اختلاف کی صورت یوں پیش کی ہے "ولی نے نماز پڑھائی اور سلطان یا امامِ محلّہ یا وُہ جن کا درجہ ان کے مابین ہے موجود ہیں اور انہوں نے ولی کی متابعت نہ کی" الخ۔ اسی طرح "نافع" میں یہ قید لگائی ہے کہ "اگر وہ موجود ہو"۔ اس کی شرح مستصفٰی میں فرمایا: سلطان کو تقدم عارض کی وجہ سے ہے: اسی لئے فرمایا "اگر وہ موجود ہو" اھ مجتبی میں ہے ولی نے پڑھ لی تو اس کے بعد کوئی نہیں پڑھ سکتا

[45] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[46] المستصفٰی شرح الفقہ النافع للنسفی

هذا اذالم یحضر السلطان امااذاحضر صلی الولی یعید السلطان[47] اھ ومثله فی الفاتح وفی الدرلوصلی الولی بحضرۃ السلطان مثلا اعاد السلطان[48] اھ وفی المعراج والحاوی عن المجتبٰی، للسلطان الاعادۃ اذاصلی الولی بحضرته[49] اھ وفی ط علی المراق صلی ولی وارادالسلطان ان یصلی علیه فله ذٰلك ،جوہرہ ،یعنی اذاکان حاضراوقت الصلوٰۃ ولم یصل مع الولی ولم یاذن لاتفاق کلمتهم ان الحق للسلطان عندعدم حضورہ نہر[50] اھ فظهر سقوط ماوقع لعبدالحلیم علی الدرر من قوله ان السلطان اذالم یحضرفصلی من دونه فحضرالسلطان یعیدها ان شاء[51] اھ فلیتنبه وباللہ التوفیق۔	یہ اُس صورت میں ہے جب سلطان موجود نہ ہو، اگر اس کی موجودگی میں ولی پڑھ لے تو وہ پھر پڑھ سکتا ہے اھ-- اسی کے مثل فاتح شرح قدوری میں ہے-- در مختار میں ہے: اگر ولی نے مثلا سلطان کی موجودگی میں پڑھ لیا تو سلطان دوبارہ پڑھ سکتا ہے اھ معراج اور حاوی میں مجتبی کے حوالے سے ہے: سلطان کو حقِ اعادہ حاصل ہے اگر ولی اس کی موجودگی میں پڑھ لے اھ --حاشیہ طحطاوی علی المراقی میں ہے: ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان چاہتا ہے کہ وہ بھی پڑھے تو اسے اس کا حق حاصل ہے،جوہرہ-- یعنی جب سلطان وقتِ نماز موجود رہا ہو اور ولی کے ساتھ نہ پڑھا نہ ہی اجازت دی ہو اس لئے کہ عباراتِ عُلماء اس بارے میں متفق ہیں کہ سلطان کو غیر موجودگی کی حالت میں کوئی حق نہیں ، نہر اھ --اس سے واضح ہے کہ وہ کلام ساقط الاعتبار ہے جو عبدالحلیم رومی کے قلم سے حاشیہ درر میں درج ہوا کہ سلطان کی غیر موجودگی میں اس سے کم درجہ والے نے جنازہ پڑھ لیا پھر سلطان آیا تو اگر وہ چاہے تو پھر پڑھ سکتا ہے اھ۔اس سے آگاہ رہنا چاہئے اور توفیق خدا ہی سے ہے (ت)

[47] المجتبٰی

[48] در مختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۳

[49] المعراج

[50] طحطاوی علی المراقی فصل فی السلطان احق بصلوتہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۲۴

[51] حاشیۃ الدرر علی الغرر عبدالحلیم باب الجنائز مطبعہ عثمانیہ ترکی ۱/ ۱۰۸

نوع دہم [1]: حدیہ کہ جنازہ ہوااور بے وضو کو وضو کرنے یا جنب یا حیض یا نفاس سے فارغ ہونے والی کو نہانے میں فوتِ نماز کا اندیشہ ہوتو شرع نے اجازت فرمائی کہ تیمّم کرکے شریک ہو جائے کہ ہو چکی تو پھر نہ پڑھ سکے گا جیسے نمازِ عید، ولہذا سلطان وغیرہ جو ولی سے مقدم ہیں جب حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمّم جائز ہے، بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو اجازتِ امامت دے دی تواب ولی بھی تیمّم کرسکے گا کہ اجازت دے کر اختیارِ اعادہ نہ رہا، یونہی اگر وضو یا غسل کے تیمّم سے ایک جنازہ پڑھا گیا کہ دوسرا آگیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اسی تیمّم سے دوسرا اور تیسرا جہاں تک ہوں پڑھ سکتے ہو۔**(۱۴۶)** کنز **(۱۴۷)** تنویر (۱۴۸) ملتقی **(۱۴۹)** نورالایضاح **(۱۵۰)** محیط میں ہے: **صحّ لخوف فوت الجنازۃ** [52] اندیشہ فوتِ جنازہ کے لئے تیمّم جائز ہے۔**(۱۵۱)** مختصر قدوری **(۱۵۲)** ہدایہ **(۱۵۳)** وقایہ **(۱۵۴)** نقایہ **(۱۵۵)** اصلاح **(۱۵۶)** وافی **(۱۵۷)** غرر **(۱۵۸)** منیہ میں ہے:

واللفظ للاصلاح و الوقایۃ ھولمحدث وجنب وحائض ونفساء عجزواعن الماء لخوف فوت صلٰوۃ الجنازۃ لغیر الولی [53] **اھ مثلہ فی الغرر غیرانہ قال لغیرالاولٰی** [54]۔	(اصلاح اور وقایہ میں ہے۔ت) مرد یا عورت جسے وضو یا غسل کی حاجت ہو اور اس میں نماز جنازہ فوت ہوجانے کا خوف کریں ان کو تیمّم جائز ہے سوا اس کے جو اس نماز کا احق ہو کہ اسے خوفِ فوت نہیں۔اور اسی طرح غرر میں ہے مگر وہاں غیر ولی کی بجائے غیر اولٰی کہا۔(ت)

مختصر وقایہ کے لفظ یہ ہیں:

مایفوت لاالٰی خلف کصلٰوۃ الجنازۃ لغیر الولی [55]۔	جواز تیمّم کے عذروں سے ہے ایسے واجب کا فوت جس کا بدل نہ ہوسکے جیسے غیر والی کے لئے نمازِ جنازہ۔

---

[52] کنزالدقائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷

[53] غرر الاحکام مع شرح الدرر الحکام باب التیمم مطبعہ احمد کامل الکائنۃ فی دار السعادت بیروت ۱/۲۹،۳۰

[54] غرر الاحکام مع شرح الدرر الحکام باب التیمم مطبعہ احمد کامل الکائنۃ فی دار السعادت بیروت ۱/ ۲۹، ۲۹،۳۰،۳۰

[55] النقایۃ مختصر وقایۃ فصل التیمم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۶

(۱۵۹) منتقی امام حاکم شہید (۱۶۰) فتاوٰی غیاثیہ میں ہے:

لایجوز التیمم لمن ینتظرہ الناس فلو لم ینتظروہ اجزاہ[56]۔	جس کا انتظار ہوگا یعنی ولی و اولٰی اسے تیمّم جائز نہیں اور جس کا انتظار نہ ہوگا یعنی غیر اولٰی اسے تیمّم جائز ہے۔

(۱۶۱) طحطاوی علی الدر میں ہے: یعتبر الخوف بغلبۃ الظن[57] خوفِ فوت میں غالب گمان کا اعتبار ہے (۱۶۲) امام اجل طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

قد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلٰوۃ علی الجنازۃ وفی صلٰوۃ العیدین لان ذلک اذا فات لم یقض[58]۔	نمازِ جنازہ یا عید فوت ہونے کے خوف سے پانی ہوتے ہوئے شہروں میں تیمّم کی اجازت ہے اس لئے کہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں۔

(۱۶۳) ہدایہ (۱۶۴) مجمع الانہر میں ہے: لانہ لاتقضی فیتحقق العجز[59] اس لئے کہ نماز جنازہ کی قضا نہیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا۔ (۱۶۵) حلیہ (۱۶۶) برجندی (۱۶۷) مراقی الفلاح (۱۶۸) فتاوٰی خیریہ میں ہے:

انھا تفوت بلاخلف (زادالبرجندی) بالنسبۃ الٰی غیرالولی[60]۔	نماز ہوچکے تو غیر ولی کے لئے اس کا بدل نہیں۔

(۱۶۹) کافی میں دونوں لفظ جمع فرمائے کہ:

صلٰوۃ الجنازۃ والعیدتفوتان لا الی بدل لانھما لاتقضیان فیتحقق العجز[61]۔	نماز جنازہ وعید فوت ہوجائیں تو ان کا بدل نہیں کہ وُہ قضا نہیں کی جاتیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا۔

[56] فتاوٰی غیاثیہ فصل فی التکفین مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۴۴
[57] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر باب التیمم دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۲۹
[58] طحاوی شرح معانی الآثار باب ذکر الجنب والحائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۴
[59] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۱
[60] شرح النقایہ للبرجندی باب التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۴۶، مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی باب التیمم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۶۳
[61] کافی شرح وافی

(۱۷۰) عنایہ میں ہے:

کل مایفوت لا الی بدل جاز ادائه بالتیمم مع وجود الماء وصلوٰۃ الجنازۃ عندنا کذلك لانها لاتعاد[62]۔	ہر واجب کہ فوت پر بدل نہ رکھتا ہو پانی ہوتے ہوئے اسے تیمّم سے ادا کرسکتے ہیں اور نمازِ جنازہ ہمارے نزدیک ایسی ہی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں ہوسکتی۔

(۱۷۱) تبیین (۱۷۲) ارکان میں ہے:

صلوٰۃ الجنازۃ تفوت لاالٰی خلف فصار الماء معدوما بالنبسة الیها[63]۔	نماز جنازہ کا بدل نہیں تو اسکے لئے پانی معدوم ٹھہرا۔

(۱۷۳) ظہیریہ (۱۷۴) عالمگیریہ (۱۷۵) سراجیہ (۱۷۶) شرح نورالایضاح (۱۷۷) دُرمختار (۱۷۸) رحمانیہ میں ہے:

والنظم للدر ولو جنبااو حائضا[64]۔	اس کے لئے جنب و حائض کو بھی تیمّم روا--اور یہ مسئلہ وقایہ واصلاح و غرر سے واضح تر گزرا۔

(۱۷۹) بحر (۱۸۰) ہندیہ (۱۸۱) طحطاوی علی المراقی (۱۸۲) حلیہ (۱۸۳) غنیہ میں ہے:

واللفظ للبحر یجوز التیمم للولی اذا کان من هومقدم علیه حاضرا اتفاقالانه یخاف الفوت[65]۔	سلطان وحکام کہ ولی سے مقدم ہیں وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمّم جائز ہے کہ اب اسے بھی خوفِ فوت ہوسکتا ہے۔

(۱۸۴) جوہرہ (۱۸۵) بحر (۱۸۶) عالمگیریہ میں ہے:

واللفظ لهذین یجوز للولی اذا اذن لغیرہ بالصلوٰۃ ولایجوز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصة[66]۔	(ان دونوں کے الفاظ ہیں کہ۔ت) ولی دوسرے کو اذنِ نماز دے دے جب بھی اُسے تیمّم روا ہے (کہ اب اُسے خوفِ فوت ہوگیا) اور جسے ولی نے اذن دیا اب اسے تیمّم جائز نہیں جیسا کہ خلاصہ میں تصریح فرمائی (کہ اب اُسے خوفِ فوت نہیں)

[62] العنایة علی ہامش فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۲
[63] تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق باب التیمم مطبعۃ کبرٰی امیریۃ مصر ۱/۴۲
[64] درمختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۲
[65] بحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۸
[66] فتاوٰی ہندیہ الفصل الثالث فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۱

(۱۸۷) فتاوٰی کبرٰی **(۱۸۸)** فتاوٰی قاضی خان **(۱۸۹)** خزانۃ المفتیین **(۱۹۰)** جامع المضمرات شرح قدوری (۱۹۱) فتاوٰی ہندیہ **(۱۹۲)** فتح القدیر **(۱۹۳)** جواہر اخلاطی **(۱۹۴)** شرح تنویر میں ہے:

تیمم فی المصر وصلی علی جنازۃ ثم اتی باخری فان کان بینھما مدۃ یقدر علی الوضوء (قال فی الدرثم زال تمکنہ)یعید التیمم وان لم یقدر صلّی بذلك التیمم اھ قال فی الدربہ یفتی اھ قال فی المضمرات والجواھر والھندیۃ. علیہ الفتوٰی[67]۔	پانی ہوتے ہوئے بخوفِ فوت تیمّم سے نمازِ جنازہ پڑھی اب دوسرا جنازہ آیا اگر بیچ میں اتنی مہلت پائی تھی کہ وضو کرلیتا اورنہ کیا اب وضو کرے تو یہ دوسرا جنازہ فوت ہوتو اس صورت میں دوبارہ تیمّم کرے اور مہلت نہ پائی تھی تو اسی پہلے تیمّم سے یہ بھی پڑھے اسی پر فتوٰی ہے۔

(۱۹۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن **(۱۹۶)** شرح نظم الکنز للعلامۃ المقدسی **(۱۹۷)** حاشیۂ علامہ نوح آفندی **(۱۹۸)** حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے:

مجرد الکراھۃ لایقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانھا لیست اقوٰی من فوات الجمعۃ و الوقتیۃ مع عدم جوازہ لھما[68]۔	یعنی صرف کراہت کے سبب تیمّم کی اجازت نہیں کہ جمعہ یا پنجگانہ فوت ہونے کے خوف سے تیمّم کی اجازت نہیں،

یہ اس سے زائد تو نہ ہوگی، بلکہ اجازت اس لئے ہے کہ جنازہ فوت ہو تو بدل ناممکن ہے۔

تنبیہ: ماذکرنامن عدم جوازہ للولی نسبوہ لروایۃ الحسن عن الامام الاعظم وعزاہ فی الجوھرۃ للنوادر وصححہ فی الھدایۃ والخانیۃ والکافی والتبیین وکذا نقل تصحیحہ فی الجوھرۃ والھندیۃ والمستخلص والمراق وعلیہ مشی فی الخلاصۃ و العنایۃ والمنیۃ والھندیۃ	**تنبیہ:** ہم نے جو ذکر کیا کہ ولی کے لئے تیمّم جائز نہیں، اسے علماء نے امام اعظم سے حسن بن زیاد کی روایت بتایا ہے، اور جوہرہ میں اسے روایت نوادر کہا ہے۔ ہدایہ، خانیہ، کافی اور تبیین میں اسی حکم کو صحیح کہا، اسی طرح جوہرہ، ہندیہ، مستخلص

[67] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الثالث فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۱، در مختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳، جواہر الاخلاطی فصل فی صلوٰۃ الجنازۃ قلمی نسخہ موجود لائبریری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۲، فتاوٰی قاضی خان فصل فیما یجوز بہ التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۳۰

[68] ردالمحتار باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۶۱

والکافی والدرر والمجتبٰی وجامع الرموز وقال الصدر الشھید بہ ناخذ کما فی الخلاصۃ وکذاصححہ الامام شمس الائمۃ الحلوانی کما فی الغیاثیۃ عن منتقی الشھید وفی الغنیۃ عن الذخیرۃ۔	اور مراقی میں اس کی تصحیح نقل کی، اسی پر خلاصہ، عنایہ، منیہ، ہندیہ، کافی، درر، مجتبٰی اور جامع الرموز میں مشی کی اور صدر شہید نے فرمایا "بہ ناخذ" (ہم اسی کو لیتے ہیں) جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔ اسی طرح شمس الائمہ حلوانی نے اس کو صحیح کہا، جیسا کہ غیاثیہ میں صدر شہید کی منتقی اور غنیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے۔
اقول: فماوقع فی ابن کمال پاشا من نسبۃ تصحیح خلافہ لشمس الائمۃ وتبعہ عبد الحلیم علی الدرر و الشامی علی الدرفکانہ سبق نظر۔قالوا وفی ظاھر الروایۃ یجوز للولی ایضًا لان الانتظار فیھا مکروہ[69] وجوابہ ما نقلنا انفاعن البرھان فمابعدہ وعزاہ فی الخلاصۃ للاصل الفتاوٰی الصغیری وعلیہ مشی فی الظھیریۃ و خزانۃ المفتین وصححہ فی جواہر الاخلاطی و عزا تصحیحہ فی عبدالحلیم لخواہر زادہ فی الرحمانیۃ لحاشیۃ شیخ الاسلام عن النصاب و الغیاثیۃ وفتاوی الغرائب والظھیریّۃ۔	**اقول:** توعلامہ ابن کمال پاشا سے جو اس کے خلاف کی تصحیح کا انتساب شمس الائمہ کی طرف ہُوا اور حاشیۂ درر میں عبدالحلیم رومی نے اور حاشیۂ دُرمختار میں علامہ شامی نے اس کی پیروی کی گویا یہ سبقت نظر ہے۔ علماء نے کہا: ظاہر الروایۃ میں ولی کے لئے بھی تیمّم جائز ہے اس لئے کہ جنازہ میں انتظار مکروہ ہے۔ اس کا جواب وُہ ہے جو ابھی ہم نے برہان اور اس کے بعد ذکر شدہ کتابوں سے نقل کیا۔ اور اسے (ولی کے لئے جواز تیمّم کو) خلاصہ میں اصل (مبسوط) اور فتاوٰی صغرٰی کے حوالے سے بیان کیا اور اسی پر ظہیریہ و خزانۃ المفتین میں مشی کی، اور جواہر الاخلاطی میں اسے صحیح کہا اور حاشیۂ عبدالحلیم میں اس کی تصحیح خواہر زادہ کی طرف، اور رحمانیہ میں نصاب، غیاثیہ، فتاوٰی غرائب اور ظہیریہ کے حوالے سے حاشیۂ شیخ الاسلام کی طرف منسوب کی۔

[69] ردالمحتار باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۶۱

اقول لکن الذی رأیت فی الغیاثیۃ ماقدمت ان قال الحلوانی الصحیح روایۃ الحسن ونفتی بھٰذا[70] اھ فلعلھا العتابیۃ بمھملۃ فتاء قرشت فموحدۃ ۔**اقول:** وقد اسمعناك التنصیص علی استثناء الولی عن المختصر والبدایۃ والوقایۃ والنقایۃ والاصلاح والوافی والغرر والھدایۃ وقصر الاجازۃ علی خوف الفوت عنھا وعن الطحطاوی والکنز والتنویر والملتقی ونور الایضاح وھذہ کلھا متون المذھب المعتمد علیھا الموضوعۃ لنقل المذھب فلااقل من ان یکون ایضًا ظاھر الروایۃ وقد تظافرت علیہ تصحیحات الجلۃ ولایذھب علیك ما لہ من قوۃ الدلیل فعلیہ یجب الاعتماد والتعویل۔ وقد اشار فی الحلیۃ الی التوفیق بان عدم الجواز للولی اذالم یحضر من ھو اقدم منہ والجواز اذا حضر و الیہ یومی کلام الغنیۃ والبحر۔

اقول: ولقد کان احسن توفیقا لولاان نص الاصل والصغرٰی سواء کان

اقول لیکن غیاثیہ میں جو میں نے دیکھا وہ جیساکہ میں نے پہلے ذکر کیا یہی ہے کہ حلوانی نے فرمایا صحیح روایت حسن ہے اور ہم اسی پر فتوٰی دیتے ہیں اھ۔تو ہوسکتا ہے یہ عین مہملہ پھر تائے قرشت پھرایک نقطے والی ب سے "عتابیہ" ہو۔

اقول: ہم جواز تیمّم سے استثنائے ولی کی تصریح مختصر قدوری، بدایہ، وقایہ، نقایہ، اصلاح، وافی، غرر اور ہدایہ کے حوالے سے پیش کرآئے اور صرف اندیشۂ فوت کے وقت اجازت تیمّم ہونے کو کتب مذکورہ اور طحاوی، کنز، تنویر، ملتقی اور نورالایضاح کے حوالے سے بیان کیا--یہ سب متون مذہب ہیں جن پر اعتماد ہے اور جو نقل مذہب کے لئے ہی لکھے گئے ہیں تو کم سے کم اتنا ضرور ہے کہ یہ (ولی کے لئے عدم جواز تیمّم) بھی ظاہرالروایۃ ہوگا--اس پر جلیل القدر علماء کی تصحیحات بھی مجتمع ہیں اس میں دلیل کی جو قوت ہے وہ بھی عیاں ہے تو اسی پر اعتماد ضروری ہے۔حلیہ میں تطبیق کی جانب اشارہ کیا ہے کہ ولی کے لئے عدمِ جواز اُس وقت ہے جب اس سے زیادہ تقدم رکھنے والا موجود نہ ہو اور جواز اُس وقت ہے جب اس پر تقدم والا موجود ہو--اسی کی طرف غنیہ اور بحر کی عبارتوں میں بھی اشارہ ملتا ہے۔

اقول: یہ بہت عمدہ تطبیق تھی اگر مبسوط اور صغرٰی کی یہ تصریح نہ ہوتی کہ خواہ وہ مقتدی ہو یا

---

[70] فتاوٰی غیاثیہ فصل فی التکفین مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۴۰

مقتدیا اواماما ونص الظھیریۃ والخزانۃ لوکان اماما ونص الجواہر مقتدیااواماما اومن لہ حق الصلٰوۃ علیہ ونص النصاب یجوز التیمم للامام ومن لہ حق الصلٰوۃ فالصواب ابقاء الخلاف وتحقیق ان الحق ھو ھذاالتفصیل واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	امام، اور ظہیریہ وخزانہ کی یہ تصریح کہ اگر وہ امام ہو، اور جواہر کی یہ تصریح کہ مقتدی ہویاامام یا وُہ ہو جسے اس پر حق تقدم ہے اور نصاب کی یہ تصریح کہ تیمّم جائز ہے امام کے لئے اور اس کے لئے جسے حقِ نماز ہے--تو صحیح یہ ہے کہ خلاف باقی رکھا جائے اور تحقیق یہ کی جائے کہ حق یہ تفصیل ہے(یعنی ولی کے لئے جواز جب اس سے زیادہ تقدم والا ہو ورنہ نہیں) اور خدائے پاک وبرتر خوب جاننے والا ہے۔

نوع یازدہم": **(۱۹۹)** ہدایہ **(۲۰۰)** کافی **(۲۰۱)** تبیین **(۲۰۲)** فتح القدیر **(۲۰۳)** غنیہ **(۲۰۴)** سراج وہاج **(۲۰۵)** امداد الفتاح **(۲۰۶)** مستخلص **(۲۰۷)** طحطاوی علی المراقی:

واللفظ للفتح ترك الناس عن اٰخرھم الصلٰوۃ علٰی قبرالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولوکان مشروعالمااعرض الخلق کلھم من العلماء ولاالصالحین والراغبین فی التقرب الیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانواع الطرق عنہ فھذادلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ[71]۔	(فتح کے الفاظ ہیں۔ت) تمام جہان کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی۔ اگر یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو مزار انور پر نماز سے تمام مسلمان اعراض نہ کرتے جن میں علماء اور صلحاء وہ بندے جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں، تو یہ نماز جنازہ کی تکرار ناجائز ہونے پر کھلی دلیل ہے جس کا اعتبار لازم۔

حاشیہ نورالایضاح کے لفظ سراج وغنیہ وامداد سے یوں ہیں:

والایصلی علٰی قبرہ الشریف الٰی یوم القٰیمۃ لبقائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کمادفن طریا بل ھو حی یرزق ویتنعم لسائر الملاذ والعبادات وکذا سائر الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام وقد اجتمعت	اس نماز کی تکرار جائز ہوتی تو مزار اقدس پر قیامت تک پڑھی جاتی کہ حضور ہمیشہ ویسے ہی تروتازہ ہیں جیسے وقتِ دفن مبارک تھے بلکہ وہ زندہ ہیں روزی دئے جاتے ہیں اور تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں اورایسے ہی باقی انبیا علیہم الصلٰوۃ

[71] فتح القدیر فصل فی الصلٰوۃ علی المیت نوریہ رضویہ سکھر ۸۴/۲

الامة علی ترکھا[72]۔	والثناء، حالانکہ تمام امّت نے اس نماز کے ترک پر اجماع کیا۔

النھی الحاجز میں چالیس کتابوں کی اکاون عبارتیں تھیں، یہ پچاسی ۸۵ کتب متون وشروح وفتاوٰی کی دو سو سات ۲۰۷ عبارات ہیں۔ غرض صورت مذکورہ استثناء کے سوا نماز جنازہ کی تکرار ناجائز وگناہ ہونے پر مذہبِ حنفی کا اجماع قطعی ہے اور اس کا مخالف مخالفِ مذہبِ حنفی ہے۔ بعض نام کے حنفی برائے جہالت یا مغالطۂ عوام ان تمام روشن وقاہر تصریحاتِ مذہب کو چھوڑ کر یہاں دو کتب تاریخ تصنیفِ شافعیہ سے سند لیتے ہیں:

اوّل: تبییض الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی شافعی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور کثرتِ ازدحامِ خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی۔

دوم: سیر النبلا شمس الدین ذہبی شافعی میں ہے کہ شیخ تاج الدین ابوالیمن زید بن حسن کندی حنفی نے ۶ شوال ۶۱۳ھ میں وفات پائی۔ قاضی القضاۃ جمال ابن الحرستانی نے نماز پڑھائی، پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری نے باب الفرادیس میں، پھر شیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ نے پہاڑ میں یعنی جبل قاسیون کوہِ دمشق میں۔

اوّلاً: جمیع کتبِ مذہب کے صریح خلاف میں دو ۲ کتابِ تاریخ پر کیسی جہالت شدیدہ ہے۔

ثانیاً: دنیا میں صرف حنفی ہی مذہب کے لوگ نہیں، خصوصًا پہلی صدیوں میں کہ خود مجتہدین بکثرت تھے اور ہر ایک کے لئے اتباع تھے۔ اس حکایت میں یہ کہاں ہے کہ حنفیّہ نے چھ ۶ بار پڑھی، بلکہ ہجومِ خلائق تھا ہر مسلک ہر مذہب کے لوگ جوق درجوق آتے تھے، غیر حنفیّہ نے اگر سَو بار پڑھی تو حنفی مذہب میں اس کی کیا حجت ہوسکتی ہے، اللہ اکبر! امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وُہ عظیم الشان جلیل البرہان امام ہیں کہ مستقل مجتہد مطلق سیّدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اس امام الائمہ سراج الامّہ کے مزارِ پُرانوار کے پاس نمازِ صبح پڑھائی بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی نہ رفع یدین کیا نہ قنوت پڑھی کسی نے سبب پوچھا، فرمایا: ان صاحب قبر کے ادب سے کما فی الخیرات الحسان للامام ابن حجر المکی الشافعی (جیسا کہ خیرات الحسان للامام ابن حجر مکی شافعی میں ہے۔ت) اور ایک روایت میں ہے مجھے حیا آئی کہ اس امام جلیل کے سامنے اس کا خلاف کروں کما فی المسلك المتقسط للمولی علی قاری (جیسا کہ المسلک المتقسط للمولی علی قاری میں ہے۔ت) سبحان اللہ مجتہد مستقل تو ادبِ امام سے حضور امام میں اتباعِ امام اختیار کریں اور خود حنفیّہ خاص جنازہ امام پر مخالفت امام و

---

[72] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح فصل السلطان احق بصلوتہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۲۴

ترک مذہب کرتے یہ کیونکر متصور ہوسکتا ہے۔

ثالثاً: پہلی نمازیں غیر ولی نے پڑھیں تو ولی کو اختیارِ اعادہ تھا کہ امام کے ولی صاحبزادۂ جلیل حضرت سیدنا حماد ابن ابی حنیفہ تھے جب انہوں نے پڑھی پھر جنازۂ مبارک پر کسی نے نہ پڑھی۔ امام ابن حجر مکی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

ما فرغوا من غسله الا وقد اجتمع من اهل بغداد خلق لایحصیهم الا الله تعالٰی کانهم نودی لهم بموته وحزر من صلی علیه فقیل: بلغوا خمسین الفا، وقیل: اکثر، واعیدت الصلٰوة علیه ستة مرات اٰخرها ابنه حماد[73]۔	ادھر امام ابو حنیفہ کے غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ ادھر بغداد کی اتنی خلقت جمع ہوگئی جس کا شمار خدا ہی جانتا ہے گویا کسی نے انتقال امام کی خبر پکار دی تھی، نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کوئی کہتا پچاس ہزار تھے کوئی کہتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ تھے، اور ان پر چھ بار نماز ہوئی۔ آخر مرتبہ صاحبزادۂ امام حضرت حماد نے پڑھی۔

رابعاً: یُوں ہی واقعہ دوم میں کیا ثبوت ہے کہ پہلی نماز باذن ولی تھی، بلکہ ظاہر یہی ہے کہ نمازِ دوم ہی باذنِ ولی ہوئی کہ جنازہ ایک عالم حنفی کا تھا اور وہاں اس وقت حنفیّہ کے رئیس الرؤسا یہی امام جلال الدین محمود بن احمد حصیری تلمیذ خاص امام جلیل قاضی خان تھے جن کی تصانیف میں جابجا تصریح ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ تیسری نماز والے حنبلی مذہب تھے، حنبلیہ کے یہاں جواز ہے کہ ہم پر حجت نہیں۔ بالجملہ علماء وعقلاء کا اتفاق ہے کہ واقعۃ عین لا عموم لھا خاص واقعے محل ہر گونہ احتمال، ان سے استدلال محض خام خیال نہ کہ وہ بھی اجماع قطعی تمام ائمۂ مذہب کے رد کرنے کو، جس پر جرات نہ کرے گا مگر نااہل، شدید الجہل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم۲: مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی محض ناجائز ہے۔ ائمہ حنفیّہ کا اس کے عدم جواز پر بھی اجماع ہے خاص اسکا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولٰی بھی اس سے متعلق کہ غالبًا نمازِ غائب کو تکرار صلوٰۃ جنازہ لازم۔ بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی، اور دوسری جگہ خبر اس کے بعد ہی پہنچے گی، ولہٰذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی فرع ٹھہرایا، اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں۔ اب اس مسئلہ کی نصوص خاصہ لیجئے، اور بہ نظر تعلق مذکور سلسلہ عبارات بھی وہی رکھئے۔

[73] الخیرات الحسان فصل ۳۵ فی تجہیزہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۷

(۲۰۸) فتح القدیر (۲۰۹) حلیہ (۲۱۰) غنیہ (۲۱۱) شلبیہ (۲۱۲) بحر الرائق (۲۱۳) ارکان میں ہے:

وشرط صحتها اسلام المیت وطهارته ووضعه امام المصلی فلهذا القید لاتجوز علی غائب [74]۔	صحتِ نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میّت مسلمان ہو طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔

حلیہ کے لفظ یہ ہیں:

شرط صحتها کونه موضوعا امام المصلی ومن هنا قالوا لاتجوز الصلٰوۃ علی غائب مطلقا [75]۔	نمازِ جنازہ کی شرائطِ صحت سے ہے جنازہ کا مصلّی کے آگے ہونا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔

(۲۱۴) متن تنویر الابصار میں ہے:

شرطها وضعه امام المصلی [76]۔	جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرطِ نماز جنازہ ہے۔

(۲۱۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن طرابلسی (۲۱۶) نہر الفائق (۲۱۷) شرنبلالیہ علی الدرر (۲۱۸) خادمی (۲۱۹) ہندیہ (۲۲۰) ابوالسعود۔ (۲۲۱) درمختار میں ہے:

شرطها حضورہ فلاتصح علی غائب [77]۔	جنازہ کا حاضر ہونا شرطِ نماز ہے لہٰذا کسی غائب پر نمازِ جنازہ صحیح نہیں۔

(۲۲۲) متن نور الایضاح میں ہے:

شرائطها اسلام المیت وحضورہ [78]۔	صحتِ نمازِ جنازہ کی شرطوں سے ہے میّت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔

(۲۲۳) متن ملتقی الابحر میں ہے: لایصلی علی عضو ولا علی غائب [79]۔ میّت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو

[74] فتح القدیر فصل فی الصلٰوۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ ۸۰/۲، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۸۳
[75] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[76] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۱/۱
[77] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۱/۱
[78] نور الایضاح فصل فی الصّلٰوۃ علی المیّت مطبع علیمی لاہور ص ۵۵۶
[79] ملتقی الابحر فصل فی الصّلٰوۃ علی المیّت موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶۱/۱

اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر جائز ہے۔ (۲۲۴) شرح مجمع (۲۲۵) مجمع شرح ملتقی میں ہے:

محل الخلاف فی الغائب عن البلد اذلوکان فی البلد لم یجز ان یصلی علیه حتی یحضر عنده اتفاقا لعدم المشقة فی الحضور[80]۔	امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میّت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(۲۲۶) فتاوٰی خلاصہ میں ہے: لایصلی علٰی میّت غائب عندنا[81]۔ ہمارے نزدیک کسی میّت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔ (۲۲۷) متن وافی میں ہے:

من استهل صلی علیه والّالا کغائب[82]۔	جو بچّہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے اس کی حیات معلوم ہو پھر مر جائے اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہیں، جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں۔

(۲۲۸) کافی میں ہے:

لایصلی علٰی غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علی ان صلاة الجنازة تعاد ام لا[83]۔	کسی غائب یا عضو پر نماز ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اس بناء پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہو سکتی ہے، ہمارے نزدیک نہیں۔

(۲۲۹) فتاوٰی شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی میں ہے:

ان اباحنیفه لایقول بجواز الصلاة علی الغائب[84]۔	ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

(۲۳۰) منظومہ امام مفتی الثقلین میں ہے:۔

[80] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۸۵

[81] خلاصۃ الفتاوٰی الصلوٰۃ علی الجنازۃ اربع تکبیرات مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۲۲۴

[82] وافی

[83] کافی شرح وافی

[84] فتاوٰی امام غزی تمرتاشی کتاب الطہارۃ والصلوٰۃ مطبع اہل السنۃ والجماعۃ بریلی ص ۴

باب فتاوی الشافعی وحدہ وما بہ قال قلنا ضدہ

وھی علی الغائب والعضو تصح وذاک فی حق الشھید قد طرح[85]

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے۔ ہمارے نزدیک غائب وعضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی۔

یہ ۸۶ کتابوں کی ۲۳۰ عبارتیں ہیں، وللہ الحمد مسئلہ اولٰی پر بحث دلائل **النھی الحاجز** میں **بحمد اللہ تعالٰی** بروجہ کافی ہو چکی، یہاں بہت اختصار و اجمال کے ساتھ مسئلہ ثانیہ کے دلائل پر کلام کریں۔

فنقول وباللہ التوفیق حکم شرع مطہر کے لئے اوراس پر زیادت نا روا۔

اقول: ای ماکان بدون اذنہ الخالص والعام ولو فی ضمن الارسال او السکوت فانہ بیان ولیس یسکت عن نسیان فھذہ ھی الزیادۃ حقیقۃ لاغیرہ اذا المستند ولو الی سکوتہ مستند الیہ لا زائد علیہ والمتبع الکف دون الترک فانہ لیس بفعل العبد ولامقدور کمانص علیہ الاجلّۃ الصدور بل ھو فی العقل مدلل فان الاعدام لا تعلل فافھم ان کنت تفھم۔	**اقول:** یعنی وہ زیادتی جو شرع کے اذنِ خاص یا عام کے بغیر ہو اگرچہ وہ ارسال یا سکوت کے ضمن میں ہو اس لئے کہ وہ بھی بیان ہے اس کا سکوت نسیان سے نہیں ہوتا، یہی زیادتی حقیقۃً زیادتی ہے ، اس کے علاوہ نہیں اس لئے جس کا استناد شرع سے ہو گو سکوت ہی سے ہو وہ شریعت کی طرف مستند ہے اُس پر زائد نہیں۔ اور اتباع کف (قصداً باز رہنے) میں ہوتی ہے۔ نہ ہونے میں نہیں (حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام قصداً کسی کام سے باز رہے تو اس میں ان کی پیروی ہوگی اور یوں کوئی کام سرکار کے عمل میں نہ آیا تو وہ ممنوع نہ ہوگا نہ اس سے بچنا ضروری ہوگا) اس لئے کہ ترک بندے کا فعل ہی نہیں، نہ ہی اس کی قدرت میں ہے جیسا اجلّہ بزرگانِ دین نے اس کی تصریح فرمائی، بلکہ عقل کے نزدیک بھی یہ دلیل رکھتا ہے کیونکہ عدم کی تعلیل نہیں ہوتی، اسے سمجھو اگر سمجھ والے ہو۔ (ت)

حضور پُر نور سیّد یوم النشور بالمؤمنین رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا۔ اگر کسی وقت رات اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب صحابہ نے حضور

[85] منظومہ امام مفتی الثقلین عمر النسفی

کو اطلاع نہ دی اور دفن کردیا تو ارشاد فرماتے:

لاتفعلوا ادعونی لجنائزکم[86]۔ رواہ ابن ماجة ف۱ عن عامر بن ربیعة رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلالیا کرو، اسے ابن ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا،

اور فرماتے:

لاتفعلوا لایموتن فیکم میّت ما کنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلٰوتی علیہ رحمة[87]۔ رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت ف۲ رضی اللہ تعالٰی عنہ و رواہ ابن حبان والحاکم عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حدیث اٰخر۔	ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فرماہوں ہر گز کوئی میّت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اُس پر میری نماز موجبِ رحمت ہے۔ اسے امام احمد نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور اسے ابن حبان اور حاکم نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث کے آخر میں روایت کیا۔

اور فرماتے:

ھذہ القبور مملوۃ ظلمةً علی اہلہا وانی انورھا بصلٰوتی علیھم[88]۔ صلی اللہ تعالٰی	بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انہیں روشن فرمادیتا ہوں۔

ف۱: یہ حدیث "تمہید" میں بھی منقول ہے اس پر تحقیق والے نے جنائز ابن ماجہ کا حوالہ دیا لیکن مجھے یہ حدیث ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی البتہ مسند احمد بن حنبل میں انہی الفاظ سے یہ حدیث منقول ہے حوالہ ملاحظہ ہو۔ ***نذیر احمد***

ف۲: یہی حدیث ابن ماجہ نے یزید بن ثابت کے حوالہ سے نقل کی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی یزید کے حوالے سے منقول ہے اور یزید زید کے بڑے بھائی ہیں۔ ***نذیر احمد***

[86] مسند احمد بن حنبل حدیث عامر بن ربیعہ دار الفکر بیروت ۴۴۴/۳، التمہید اباحۃ الصلٰوۃ علی القبر الخ المکتبۃ القدوسیہ اردو بازار لاہور ۱۶۷/۶

[87] مسند احمد بن حنبل حدیث یزید بن ثابت دار الفکر بیروت ۳۸۸/۴

[88] صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۳۱۰/۱، مسند احمد بن حنبل مروی از ابوھریرہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳۸۸/۲، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فی الصلٰوۃ الجنائز موسسۃ الرسالۃ بیروت ۳۵/۵

وبارك وسلم علیه وعلٰی اٰله قدر نوره وجماله وجاهه وجلاله وجوده ونواله ونعمه وافضاله رواه مسلم و ابن حبان عن ابی هریرۃ رضی الله تعالٰی عنه۔	اللہ تعالٰی رحمت وبرکت وسلامتی نازل فرمائے ان پر اوران کی آل پر ان کے نور وجمال، جاہ وجلال، جود ونوال، نعم وافضال کے حساب سے ۔حدیث مذکور کو مسلم اورابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

با ایں ہمہ حالانکہ زمانہ اقدس میں صدہاصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی، کبھی کسی حدیث صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے، کیا معاذاللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان پر یہ رحمت وشفقت نہ تھی، کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پُر نور نہ کرنا چاہتے تھے، کیا جومدینہ طیبہ میں مرتے انہیں کی قبور محتاج نور ہوتیں اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی۔یہ سب باتیں بداھۃً باطل ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی دلیل روشن وواضح ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن تھی ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بکمال وفور موجود اور مانع مفقود۔لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وُہ ضرور امرِ شرعی ومشروع نہیں ہوسکتا دوسرے شہر کی میّت پر صلٰوۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے۔واقعہ نجاشی و واقعہ معٰویہ لیثی و واقعہ امرائے موتہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ان میں اوّل ودوم وبلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر، اور دوم وسوم کی سند صحیح نہیں، اور سوم صلٰوۃ بمعنی نماز میں صحیح نہیں۔ ان کی تفصیل بعونہ تعالٰی ابھی آتی ہے۔اگرفرض کیجئے کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس اہتمام عظیم وموفور اور تمام اموات کے اس حاجت شدیدہ رحمت ونور قبور کے صدہا کیوں نہ پڑھی، وہ بھی محتاج حضور وحاجتمند رحمت ونور،اور حضور ان پر بھی رؤف ورحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہونا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہوگا، نہ تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ کا علاج۔ حالانکہ حریص علیکم ان کی شان ہے۔ دوایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑنا کب ان کے کرم کے شایان ہے۔ان حالات واشارات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دوایک باوقوع خود ہی بتادے گا کہ وہاں خصوصیات خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہوسکتا۔ حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بناپر عام احتراز ہے۔ اب واقعہ بیر معونہ ہی دیکھئے۔ مدینہ طیبہ کے سترے جگر پاروں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاص پیاروں، اجلّہ علمائے کرام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کردیا۔ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کا سخت وشدید غم والم ہوا۔ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار نانجار پر لعنت فرماتے رہے، مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو۔

ع　　　آخرایں ترک وبایں مرتبہ بے چیزے نیست

(آخراجلہ صحابہ کرام کے شہید ہونے پر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاان کی نمازِ جنازہ کوترک فرمانا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوسکتا)

اہل انصاف کے نزدیک کلام تواسی قدر سے تمام ہوامگر ہم ان وقائع ثلٰثہ کا بھی باذنہ تعالٰی تصفیہ کریں۔

واقعۂ اولٰی: جب اصحمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا۔سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام کو خبر دی مصلّٰی میں جاکر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں[89]۔**رواہ الستۃ عن ابی ھریرۃ و الشیخان عن جابر کنت فی الصف الثانی اوالثالث**[90] رضی **اللہ تعالٰی عنھما**(اسے اصحابِ ستہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیااور بخاری ومسلم میں حضرت جابر سے یہ بھی ہے کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا، رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ت) **اوّلاً** صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن الصحابۃ جمیعا سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی فقوموافصلوا علیہ فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصفوا خلفہ فکبر اربعاوھم لایظنون الا ان جنازتہ بین یدیہ[91]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا بھائی نجاشی مرگیا، اٹھواس پر نماز پڑھو۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کاجنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

صحیح ابوعوانہ میں انہیں میں سے ہے:

فصلینا خلفہ ونحن لانری الا ان جنازۃ قدامنا[92]۔ **اقول**: ھذافی فتح الباری ثم المواھب ثم شرحھا وکذلك فی	ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔ **اقول**: ابوعوانہ وابن حبان کے حوالے سے فتح الباری پھر مواہب پھر شرح مواہب میں یہی الفاظ

[89] صحیح البخاری باب الصفوف علی الجنازہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۷۶/۱

[90] صحیح البخاری باب من صف صفین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۷۶/۱

[91] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فی الصّلٰوۃ علی الجنائز مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۰/۵

[92] فتح الباری بحوالہ ابی عوانہ باب الصفوف علی الجنازہ مصطفٰی البابی مصر ۴۳۲/۳

عمدۃ القاری وغیرھا من الکتب و وقع فی نصب الرایۃ فی روایۃ ابن حبان وھم لایظنون ان جنازتہ بین یدیہ باسقاط الاَفاحتاج المحقق علی الاطلاق الی التقریب بان قال فھذااللفظ یشیرالی ان الواقع خلاف ظنھم لانہ ھو فائدۃ المعتھد بھا فاما ان یکون سمعہ منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوکشف لہ[93] اھ وتبعہ فی الغنیۃ والمرقاۃ وھوکما تری کلامہ نفیس لکن لاحاجۃ الیہ بعد ثبوت الاَفی الکتابین الصحیحین فانہ ح اظھر و ازھر وللہ الحمد وبا لجملۃ اندفع بہ ماقال الشیخ تقی الدین ان ھذا یحتاج الی نقل یثبتہ ولایکتفی فیہ بمجرد الاحتمال[94]۔	مذکورہ آئے اور ایسے ہی عمدۃ القاری وغیرہ کتابوں میں نقل ہے-- نصب الرایہ کے اندر روایتِ ابن حبان میں وھم لایظنون ان جنازتہ بین یدیہ (اور لوگ نہیں سمجھ رہے تھے کہ ان کا جنازہ حضور کے آگے رکھا ہُوا ہے الاّ (مگر) کے اسقاط کے ساتھ واقع ہُوا تو محقق علی الاطلاق نے حدیث کو مدعا کے مطابق ثابت کرنے کی ضرورت محسوس کی اور فرمایا: اس لفظ سے یہ اشارہ ہورہا ہے کہ واقع میں ان حضرات کے گمان کے برخلاف تھا کیونکہ اس جملے کا قابلِ شمار ولحاظ فائدہ یہی ہے (تو معنی یہ ہوا کہ وُہ ایسا نہیں سمجھ رہے تھے مگر واقع میں جنازہ حضور کے آگے موجود تھا) اب یہ ان کو حضور سے سن کر معلوم ہوا ہو یا ان پر انکشاف ہوا ہو، اھ---اس کلام میں حضرت محقق کا اتباع صاحبِ غنیہ وصاحبِ مرقات نے بھی کیا ہے۔ اور واقعی یہ نفیس کلام ہے مگر دونوں صحیح کتابوں (صحیح ابن حبان و صحیح ابی عوانہ) میں لفظ الاّ ثابت ہوجانے کے بعد اس کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ جو الاّ کے ساتھ ہے وہ زیادہ ظاہر اور روشن ہے۔ اور خدا ہی کے لئے ساری حمد ہے۔ الحاصل اس سے وہ اعتراض دفع ہوگیا جو شیخ تقی الدین نے لکھا کہ اس پر کوئی دلیل لانے کی ضرورت ہے محض احتمال کافی نہیں۔ (ت)

یہ دونوں روایت صحیح عاضد قوی ہیں اس حدیث مرسل اصولی کی کہ امام واحدی نے اسبابِ نزولِ قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی کہ فرمایا:

کشف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰہ	نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے ظاہر کردیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور

[93] فتح القدیر فصل فی الصلٰوۃ علی المیت نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۸۰

[94] نصب الرایۃ بحوالہ تقی الدین احادیث الصلٰوۃ علی الغائب المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا ریاض الشیخ ۲/ ۲۸۳

وصلّی علیہ[95]۔	اُس پر نماز پڑھی۔

ثانیًا بلکہ جب تم مستدل ہو ہمیں احتمال کافی، نہ کہ جب خود باسانید صحیحہ ثابت ہے۔ یہ جواب خود ایک شافعی امام قسطلانی نے مواہب شریفہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

اقول ای لماتقرر من کفہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالظاہر معناہ الاحتمال عن دلیل ثم من العجب قول الکرمانی کان غائبًا عن الصحابۃ[96] وارتضاہ فی الفتح قائلا سبقہ الٰی ذلك ابو حامد[97] الخ وکذا استحسنہ الرؤیانی واربعتھم شافعیہ عـــہ وھذا لمانص علیہ الحنفیۃ والمالکیۃ من الاتفاق علی جواز الصلٰوۃ علی غائب عن القوم والامام یراہ۔ **اقول:** علی ان فی حدیث عمران نحن لانری الا	اقول یعنی جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا غائبوں کی نماز سے باز رہنا ثابت ہے تو حضرت اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جنازہ سامنے تھا، تو ظاہر یہ ہے کہ احتمال سے مراد احتمال بدلیل ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ کرمانی نے لکھا: نجاشی کا جنازہ صرف نظرِ صحابہ سے غائب تھا، اس کو فتح الباری میں پسند کیا یہ کہتے ہوئے کہ اس سے پہلے ابو حامد یہ فرما چکے ہیں۔اس طرح رویانی نے اسے عمدہ چیز سمجھا، یہ چاروں حضرات شافعی ہیں۔ تعجب کی چیز یہ ہے کہ اس پر حنفیّہ ومالکیہ کا بھی اتفاق ہے کہ

عـــہ: قلدھم فیہ تقلید اجامدًا مجتھد الوھابیۃ الشوکانی فی نیل الاوطار والبوفالی فی عون الباری غافلین عمارد بہ الحنفیۃ وھذا دیدن ھٰؤلاء المدعین للاجتھاد یقلدون المقلدین فی الغلط المبین ویحرمون تقلید الائمۃ المجتھدین ۱۲منہ (م)	اس میں ان کی تقلید جامد کی ہے مجتہدِ وہابیہ شوکانی نے نیل الاوطار میں اور بھوپالی نے عون الباری میں۔اور اس کلام سے غافل رہے جس کے ذریعے حنفیّہ نے اس جواب کو رَد کردیا ہے۔ یہی ان مدعیانِ اجتہاد کی عادت ہے کہ کھلی ہوئی غلط باتوں میں مقلدین کی تقلید کرتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کو حرام ٹھہراتے ہیں ۱۲منہ (ت)

[95] شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ واحدی النوع الرابع فی صلٰوتہ الخ دارالمعرفۃ بیروت ۸۷/۱

[96] فتح الباری بحوالہ الکرمانی باب الصفوف علی الجنازہ مصطفٰی البابی مصر ۴۳۲/۳

[97] فتح الباری شرح بخاری باب الصفوف علی الجنازہ مصطفٰی البابی مصر ۴۳۲/۳

ان الجنازة قدامنا[98] کما قدمنا اما حدیث مجمع بن جاریة رضی اللہ تعالٰی عنه فصففنا خلفه صفین ومانری شیئا[99] رواہ الطبرانی ف (وھم من نسبه لابن ماجة مغترا بقول الحافظ اصله فی ابن ماجة غافلا ان لیس عندہ "ومانری شیئا" و ھوالمقصود)ففیه حمران بن اعین رافضی ضعیف علی ان کلا حکی عن حاله فلا تعارض و لایعقل من عاقل اشتراط ان یری المیت الکل و الا لما صحت لما عدا للصف الاول۔	ایسے کی نمازِ جنازہ جائز ہے جو لوگوں سے غائب ہو اور امام اسے دیکھ رہا ہو۔**اقول:** علاوہ ازیں حدیث عمران میں یہ ہے کہ "ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے" جیسا کہ ہم پیش کر چکے۔ رہی مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث، ہم نے حضور کے پیچھے دو صفیں لگائیں اور ہم کچھ نہ دیکھ رہے تھے اسے طبرانی نے روایت کیا (جس نے ابن ماجہ کا حوالہ دیا اُسے وہم ہوا، دراصل ابن حجر کی اس عبارت سے کہ "اس کی اصل ابن ماجہ میں ہے" وہ فریب خوردہ ہوگیا اور اس سے غافل رہا کہ ابن ماجہ میں یہ لفظ "ہم کچھ نہ دیکھ رہے تھے" موجود نہیں جبکہ وہی مقصود ہے) اس میں حمران بن اعین رافضی ضعیف ہے۔علاوہ ازیں ہر راوی نے اپنا حال بیان کیا ہے، اس لئے کوئی تعارض نہیں، ورنہ پہلی صف کے علاوہ کسی کی نماز ہی نہ ہو۔(ت)

ثالثاً نجاشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال دارالکفر میں ہوا وہاں اُن پر نماز نہ ہوئی تھی لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہاں پڑھی۔اسی بنا پر امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث کے لئے یہ باب وضع کیا:

الصلٰوۃ علی مسلم یلیه اھل شرك فی بلد اٰخر[100]۔	دوسرے شہر میں ایسے مسلم کی نماز جنازہ جس کے قریب صرف اہلِ شرک ہیں۔(ت)

ف: معجم کبیر میں مُجَمِّع بن جاریہ کی احادیث کے تحت بحوالہ ابن ابی شیبہ کے الفاظ یوں ہیں: "فصففنا خلفه صفین" اس میں "ومانری شیئا" کے الفاظ نہیں ہیں۔ملاحظہ ہو معجم کبیر حدیث ۱۰۸۶ جلد ۱۹ ص ۴۴۶۔ ***نذیر احمد***

[98] شرح الزرقانی علی مواہب بحوالہ عمران بن حصین النوع الرابع فی صلوٰتہ الخ دارالمعرفۃ بیروت ۸۷/۸

[99] شرح الزرقانی علی مواہب بحوالہ طبرانی النوع الرابع فی صلوٰتہ الخ دارالمعرفۃ بیروت ۸۷/۸، فتح الباری شرح البخاری باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ مصطفی البابی مصر ۴۳۲/۳

[100] سنن ابی داؤد باب الصلوٰۃ علی المسلم یموت فی بلاد شرک آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۱/۲

قال الحافظ فی الفتح ھذا محتمل الا انی لم اقف فی شیئ من الاخبار علی انه لم یصل علیه فی بلدہ احد[101] اھ قال الزرقانی وھومشترك الالزام فلم یرو فی الاخبار انه صلی علیه احد فی بلدہ کماجزم به ابوداؤد محله فی اتساع الحفظ معلوم[102] اھ

اقول: ای فقد کفانا المؤنة بقوله ھذا محتمل **ثمّ اقول:** قد یومی له ما اخرج احمد وابن ماجة عن حذیفة بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنه ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم خرج بھم فقال صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم قالوا من ھو قال النجاشی[103] ثم رأیته^عه^ فی مسند ابی داؤد الطیالسی

حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری میں کہا یہ احتمال تو ہے مگر کسی حدیث میں یہ اطلاع میں نے نہ پائی کہ نجاشی کے اہلِ شہر میں سے کسی نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی اھ علامہ زرقانی نے لکھا: یہ الزام دونوں طرف سے مشترک ہے کیونکہ کسی حدیث میں یہ بھی مروی نہیں کہ ان کے اہلِ شہر میں سے کسی نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی-- جیسا کہ ابوداؤد نے اس پر جزم کیا ہے اور وسعتِ حفظ میں ان کا مقام معلوم ہے اھ۔

اقول: یعنی یہ احتمال مان کر ہمارا بوجھ انہوں نے خود ہی اتار دیا **ثمّ اقول:** اس کا کچھ اشارہ اس سے ملتا ہے جو امام احمد اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لوگوں کو لے کر باہر آئے پھر فرمایا: اپنے ایک بھائی کی۔

عـــه : ثم رأیت الشوکانی ذکرہ عن شیخ مذھبه الفاسد ابن تیمیة انه اختار التفصیل بجواز الصلٰوۃ علی الغائب ان لم یصل علیه حیث مات والا لا قال واستدل له بما اخرجه الطیالسی واحمد وابن ماجة وابن قانع والطبرانی والضیاء[104] فذکر الحدیث **اقول:** اما الاستئناس فنعم واما کونه دلیلا علیه حجة فیه فلا کما لایخفی ۱۲منه (م)

پھر میں نے دیکھا کہ شوکانی نے اپنے فاسد مذہب کے پیشوا ابن تیمیہ سے متعلق ذکر کیا اس نے یہ تفصیل اختیار کی ہے کہ غائب کی نماز جائز ہے اگر وہاں اس کی نماز نہ ہوئی ہو جہاں انتقال کیا ورنہ جائز نہیں۔ اور کہا کہ اس پر دلیل میں وُہ حدیث پیش کی ہے جو طیالسی، امام احمد، ابن ماجہ، ابن قانع، طبرانی اور ضیاء نے روایت کی پھر حدیث بالا ذکر کی **اقول:** اس حدیث سے رائے مذکور پر استیناس تو ہو رہا ہے مگر یہ کہ اس پر یہ دلیل اور اس بارے میں حجت ہو تو ایسا نہیں جیسا کہ واضح ہے، ۱۲منہ (ت)

---

[101] فتح الباری شرح البخاری باب الصفوف علی الجنازۃ مصطفی البابی مصر ۴۳۲/۳

[102] شرح الزرقانی علی المواہب النوع الرابع دارالمعرفۃ بیروت ۸۷/۸

[103] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلٰوۃ علی النجاشی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۱

[104] نیل الاوطار للشوکانی الصلٰوۃ علی الغائب بالنیۃ مصطفی البابی مصر ۵۷/۴

قال حدثنا المثنی بن سعید عن قتادة عن ابی طفیل عن حذیفة بن اسیدان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اتاه موت النجاشی فقال ان اخاکم مات بغیر ارضکم فقوموا فصلوا علیه [105] فھذا یقوی الاستئناس لمکان الفاء فی فقوموا۔	نماز ادا کرو جو تمھاری سرزمین کے علاوہ میں فوت ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا: وہ کون؟ فرمایا: نجاشی، پھر میں نے اسے مسند ابوداؤد طیاسی میں دیکھا، انھوں نے کہا ہم سے مثنی بن سعید نے حدیث بیان کی، وہ قتادہ سے وہ ابوالطفیل سے وہ حذیفہ بن اُسید سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس نجاشی کی وفات کی خبر آئی تو فرمایا: تمھارا بھائی تمھاری سرزمین کے علاوہ میں انتقال کر گیا، تو اٹھو اس کی نماز پڑھو یہ روایت استیناس کو قوت دے رہی ھے اس لیے کہ اس کے اندر فقوموا (تو اٹھو) میں فا (تو) ہے۔ (ت)

ولہٰذا خود امام شافعی المذہب ابو سلیمان خطابی نے یہ مسلک لیا کہ غائب پر نماز جائز نہیں سوا اس صورت خاص کے کہ اس کا انتقال ایسی جگہ ہوا ہو جہاں کسی نے اس کی نماز نہ پڑھی ہو۔ اقول اب بھی خصوصیت نجاشی ماننے سے چارہ نہ ہوگا، جبکہ اور موتیں بھی ایسی ہوئیں اور نماز غائب کسی پر نہ پڑھی گئی۔

رابعاً بعض عــہ کو ان کے اسلام میں شبہ تھا یہاں تک کہ بعض نے کہا: حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی [106]

رواه ابن ابی حاتم فی التفسیر عن ثابت و الدار قطنی فی الافراد والبزار عن حمید معًا عن انس وله شاهد فی کبیر الطبرانی عن وحشی واوسطه عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنهم۔	اسے ابن ابی حاتم نے تفسیر میں ثابت سے، دارقطنی نے افراد میں اور بزار نے مسند میں حمید سے، دونوں حضرات نے حضرت انس سے روایت کیا، اور اس حدیث کی ایک شاہد طبرانی کبیر میں حضرت وحشی سے اور معجم اوسط میں حضرت ابوسعید سے ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)

اس نماز سے مقصود اُن کی اشاعتِ اسلام تھی۔ **اقول:** یعنی بیان بالفعل اقوی ہے ولہٰذا مصلّی میں تشریف لے گئے کہ جماعت کثیر ہو [107]

عــہ: روایتِ طبرانی میں ہے اس کا قائل ایک منافق تھا [108] ۱۲ منہ (م)

[105] مسند ابو داؤد الطیاسی حدیث ۱۰۶۸ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۴۴

[106] فتح الباری بحوالہ ابن ابی حاتم والدار قطنی والبزار باب الصفوف علی الجنازۃ مصطفی البابی مصر ۳/ ۴۳۱

[107] فتح الباری بحوالہ ابن بزیزہ والدار قطنی والبزار باب الصفوف علی الجنازۃ مصطفی البابی مصر ۳/ ۴۳۱

[108] فتح الباری بحوالہ طبرانی اوسط باب الصفوف علی الجنازۃ مصطفٰی البابی مصر ۳/ ۴۳۱

قاله ابن بزيزة وغيره من الشافعية القائلين بجواز صلٰوة الجنازة فی المسجد معتلين لعدم صلوة صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی المسجد مع انه حين نعاه كان فيه هذا ولا يذهب عنك ان الطراز المعلم هما الاولان۔	یہ ابن بزیزہ وغیرہ شافعیہ نے کہا جو اس کے قائل ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے، اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب رحلتِ نجاشی کی اطلاع دی تو اس وقت مسجد ہی میں تشریف فرماتھے مگر جنازہ کیلئے باہر تشریف لے گئے اس کی علت ان حضرات نے یہ بتائی کہ اس سے مقصود تکثیر جماعت کے ذریعہ ان کے اسلام کا اعلان کرنا تھا۔ (اس واقعہ پر ہم نے چار کلام کئے مگر) خیال رہے کہ نقش زرنگار کی حیثیت صرف پہلے دو کو حاصل ہے۔(ت)

تنبیہ: غیر مقلدوں کے بھوپالی امام نے عون الباری میں حدیث نجاشی کی نسبت کہا، اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جہت قبلہ میں ہو اور نماز قبلہ رُو۔

اقول: یہ اس مدعی اجتہاد کی کورانہ تقلید اور اس کے ادعا پر مثبت جہل شدید ہے، نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور حبشہ مدینہ طیبہ سے جانب جنوب ہے اور مدینہ طیبہ کا قبلہ جنوب ہی کو ہے تو جنازہ غیر جہتِ قبلہ کو کب تھا۔

لاجرم لما نقل الحافظ فی الفتح قول ابن حبان انه انما يجوز ذلك لمن فی جهة القبله، قال حجته الجمود علی قصة النجاشی[109] اھ	جب حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری میں ابن حبان کا یہ قول نقل کیا کہ صرف اسی غائب کی نماز جنازہ ہوسکتی ہے جو سمتِ قبلہ میں ہو تو اس پر کہا کہ : ان کی دلیل واقعہ نجاشی پر جمود ہے اھ (ت)

تو ان مجتہد صاحب کا جہل قابل تماشا ہے جن کو سمتِ قبلہ تک معلوم نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ان کے جنازہ پر نماز ان کی غیر سمت پڑھنے کا ادعا دوسرا جہل ہے۔ حدیث میں تصریح ہے کہ حضور نے جانبِ حبشہ نماز پڑھی[110] رواه الطبرانی عن حذيفة بن اسيد رضی اللہ تعالٰی عنه (اسے طبرانی نے حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

واقعہ دوم: معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تبوک میں ان پر نماز پڑھی۔

---

[109] فتح الباری بحوالہ ابن بزیزہ باب الصفوف علی الجنازۃ مصطفی البابی مصر ۳/ ۴۳۱

[110] معجم کبیر مروی از حذیفہ بن اُسید حدیث ۳۰۴۸ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/ ۱۷۹

اوّلاً ائمہ حدیث عقیلی وابن حبان وبیہقی وابوعمران بن عبدالبر وابن الجوزی ونووی وذہبی وابن الہمام وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف بتایا، اسے طبرانی نے معجم اوسط ومسند الشامیین میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی سے روایت کیا

بطریق نوح بن عمرو السکسکی ثنا بقیہ بن الولید عن محمد بن زیاد الالھانی عن ابی امامۃ عن محمد بن زیاد الالھانی عن ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ **قلت** ومن ھذا الطریق رواہ ابو احمد الحاکم فی فوائدہ والخلاّ لی فی فوائد سورۃ الاخلاص وابن عبدالبر فی الاستیعاب وابن حبان فی الضعفاء واشار الیہ ابن مندۃ۔	اس کی سند اس طرح ہے: نوح بن عمرو سکسکی نے ___ کہا ہم سے حدیث بیان کی بقیہ بن ولید نے ___ عن محمد بن زیاد الالہانی ___ عن ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) اسی طریق سے اس کو ابواحمد حاکم نے فوائد میں، خلّال نے فوائد سورہ اخلاص میں، ابن عبدالبر نے استیعاب میں، اور ابن حبان نے ضعفاء میں روایت کیا، اور اسی کی طرف ابنِ مندہ نے اشارہ کیا۔ (ت)

اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے اور اس نے عنعنہ کیا یعنی محمد بن زیاد سے اپنا سُننا نہ بیان کیا، بلکہ کہا کہ ابن زیاد سے روایت ہے معلوم نہیں راوی کون ہے!

بہ اعلہ المحقق فی الفتح اقول لکن سند ابی احمد الحاکم ھکذا اخبرنا ابوالحسن احمد بن عمیر بدمشق ثنا نوح بن عمرو بن حری ثنا بقیۃ ثنا محمد بن زیاد عن ابی امامۃ فذکرہ۔	حضرت محقق نے فتح القدیر میں اسی سے اس کو معلول ٹھہرایا۔ اقول مگر ابواحمد حاکم کی سند اس طرح ہے: ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن عمیر نے دمشق میں، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی نوح بن عمرو بن حری نے، کہا ہم سے حدیث بیان کی محمد بن زیاد نے، وہ ابوامامہ سے راوی ہیں، اس کے بعد حدیث ذکر کی۔ (ت)

ذہبی نے کہا کہ حدیث منکر ہے نیز اس کی سند میں نوح ابن عمرو ہے۔ ابن حبان نے اسے حدیث کا چور بتایا، یعنی ایک سخت ضعیف شخص اسے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتا تھا، اس نے اس سے چُرا کر بقیہ کے سرا باندھی،

قال الذھبی فی ترجمۃ نوح قال ابن حبان یقال انہ سرق ھذا الحدیث[111] اھ **اقول:**	ذہبی نے نوح کے حالات میں لکھا: ابن حبان نے بیان کیا کہ "کہا جاتا ہے اس نے یہ حدیث چُرالی اھ **اقول:**

[111] میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۹۱۳۹ نوح بن عمرو بن نوح دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۲۷۸

لفظ الحافظ في الاصابة قال ابن حبان فی ترجمة العلاء الثقفی من الضعفاء بعد ان ذكر لی هذا الحديث سرقه شيخ من اهل الشام، فرواه عن بقية فذكره [112] اھ وليس فيه يقال وقدنقل عنه هكذا الذهبی فی العلاء اماقول الحافظ فما ادری عنی نوحًا اوغيره فانه لم يذكر نوحًا فی الضعفاء [113] **فاقول:** ظاهران نوحا هوالشيخ الشامی الذی رواه عن بقية ولا مشار للشك حتی يثبت شامی اخريرويه عنه لاجرم ان جزم الذهبی بانه عنی به نوحا۔

اصابہ میں حافظ ابنِ حجر کے الفاظ یہ ہیں: ابن حبان نے علاء ثقفی ضعیف کے ترجمہ میں اس کی یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا: اسے شام کے ایک شیخ نے چُرا کر اسے بقیہ سے روایت کردیا، پھر حدیث ذکر کی اھ ___ اصابہ کی اس عبارت میں ابن حبان کے حوالہ میں لفظِ یقال (کہا جاتا ہے) نہیں ہے ___ اور خود ذہبی نے علاء کے بارے میں ابن حبان سے اسی طرح نقل کیا ہے ___ اب رہا حافظ ابن حجر کا یہ کلام کہ "پتا نہیں ابن حبان نے نوح ہی کو مراد لیا ہے یا کسی اور کو؟ کیونکہ انھوں نے نوح کو ضعفاء میں ذکر نہیں کیا ہے" ___

فاقول: (تو میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ نوح وہ شامی شیخ ہے جس نے یہ حدیث بقیہ سے روایت کی ہے، اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ یہ ثابت کیا جائے کہ کوئی اور شامی شیخ اس سے روایت کرنے والا ہے، لامحالہ ذہبی نے جزم کیا کہ ابن حبان نے اس سے نوح ہی کو مراد لیا ہے۔ (ت)

انس عــہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے: ایک طریق محبوب بن ہلال مزنی ہے۔

عــہ: **تنبيه:** لم يرد الحديث عن صحابی غير انس وابی امامة اماما وقع فی نسختی فتح القدير والمطبوعتين بمصر والهند من قوله بعدذكر قصه النجاشی فان قيل بل قد صلی علی غيره من الغيب وهو معاوية بن معاوية المزنی، ويقال الليثی رواه الطبرانی من حديث ابی امامة

تنبیہ: یہ حضرت انس اور ابوامامہ کے علاوہ کسی اور صحابی سے وارد نہیں ___ رہی فتح القدیر کی یہ عبارت جو اس کے مصر اور ہند کے طبع شدہ دونوں نسخوں میں ہے کہ "واقعہ نجاشی ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں: اگر اعتراض ہو کہ حضور نے نجاشی کے علاوہ دوسرے پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔ وہ معاویہ بن معاویہ مزنی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ "لیثی" ___ اسے طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے (باقی اگلے صفحہ پر)

[112] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ نمبر ۸۰۸۰ معاویہ بن معاویہ مزنی دار صادر بیروت ۳/ ۴۳۷

[113] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ نمبر ۸۰۸۰ معاویہ بن معاویہ مزنی دار صادر بیروت ۳/ ۴۳۷

قلت ومن هذا الوجه اخرجه الطبرانی وابن الضریس وسمویة فی فوائده وابن مندة والبیهقی فی الدلائل[114] ۔	**قلت** (میں کہتاہوں) اسی طریق سے اُسے طبرانی ، ابن ضریس، فوائد میں سمویہ، ابن مندہ، اور دلائل میں بیہقی نے روایت کیا۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وابن سعد من حدیث انس وعلی وزید وجعفر لما استشهد بموته علی مافی مغازی الواقدی[115] تصحیف وصوابه وابن سعد من حدیث انس وعلی زید و جعفر ای وصلی علیهما فقد اخذ کلام الفتح هذا برّمته الحبلی فی الغنیة فقال وابن سعد من حدیث انس وکذ اصلی علی زید و جعفر[116] وکذا اخذه بتمامه القاری فی المرقاة فقال وابن سعد من حدیث انس وصلی علی زید وجعفر[117] وقد جمع الحافظ طرق الحدیث فی الاصابة فلم یذکره عن علی ولا عن غیره من الصحابة سوی انس و ابی امامة رضی الله تعالٰی عنهم ۱۲ منه (م)

روایت کیا ہے اور ابن سعد نے حضرت انس اور علی سے، اور زید و جعفر پر بھی نماز پڑھی، جب یہ دونوں حضرات موتہ میں شہید ہوئے جیسا کہ مغازی واقدی میں ہے ___ تو اس عبارت (من حدیث انس و علی وزید و جعفر) میں تصحیف (کتابت کی غلطی) ہے۔ صحیح عبارت اس طرح ہے (وابن سعد من حدیث انس و علی زید و جعفر) یعنی اور اسے ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا، اور حضور نے حضرت زید و حضرت جعفر کی بھی غائبانہ نماز جنا پڑھی۔ اس خطائے کتابت کی دلیل یہ ہے کہ فتح القدیر کا پورا کلام لے کر علامہ حلبی نے غنیہ میں یوں لکھا: وابن سعد من حدیث انس ، وکذا ص۔لی علی زید و جعفر (اور ابن سعد نے اسے حضرت انس سے روایت کیا، اور اسی طرح حضور نے حضرت زید و حضرت جعفر کی نماز پڑھی) یوں ہی علامہ علی قاری نے اسے مکمل اخذ کرکے مرقات میں یوں لکھا: وابن سعد من حدیث انس ، وصلی علی زید و جعفر (اور ابن سعد نے حضرت انس کی حدیث میں اسے روایت کیا اور حضور نے حضرات زید و جعفر کی نماز پڑھی ___ اور حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اس حدیث کے تمام طُرق جمع کئے ہیں مگر ان میں حضرت علی یا کسی اور صحابی سے روایت کا ذکر نہیں، صرف حضرت انس وابوامامہ کا ذکر ہے۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)

---

[114] الاصابۃ ترجمہ ۸۰۸۰ ۳/ ۳۳۶

[115] فتح القدیر ۲/ ۸۱

[116] غنیہ المستملی ص ۵۴۴

[117] مرقات المفاتیح ۴/ ۱۴۰

ذہبی نے یہ کہا یہ شخص مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر [118]۔ دوسرے طریق میں علاء بن یزید ثقفی ہے۔

قلت ومن ھذا الطریق اخرجه ابن ابی الدنیا ومن طریقه ابن الجوزی فی العلل المتناھیة والعقیلی وابن سنجر فی مسندہ وابن الاعرابی وابن عبدالبرو حاجب الطوسی فی فوائدہ [119]۔	**قلت** (میں کہتا ہوں) اسی طریق سے اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور اسی کے طریق سے ابن الجوزی نے العلل المتناہیہ میں، اور عقیلی اور ابن سنجر نے اپنی مسند میں اور ابن الاعرابی، ابن عبدالبر نے اور فوائد میں حاجب طوسی نے روایت کیا ہے۔ (ت)

امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا: اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ امام بخاری وابن عدی وابو حاتم نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم و دار قطنی نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ امام علی بن مدینی استاد امام بخاری نے کہا: وہ حدیثیں دل سے گھڑتا تھا، ابن حبان نے کہا: یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے، اسی سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کی [120]۔ **ذکرہ فی المیزان** (اسے میزان الاعتدال میں ذہبی نے ذکر کیا۔ ت) ابوالولید طیاسی نے کہا: علامہ کذاب تھا، عقیلی نے کہا: **العلاء بن یزید ثقفی لایتابعه احد علی ھذا الحدیث الامن ھو مثله اودونه** [121] علاء کے سوا جس جس نے یہ حدیث روایت کی سب علاء ہی جیسے ہیں یا اس سے بھی بدتر، **ذکرہ فی العلل المتناھیة** (ابن الجوزی نے اسے علل متناہیہ میں ذکر کیا۔ ت) ابو عمر بن عبدالبر نے کہا: اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور در بارہ احکام اصلاً حجت نہیں، صحابہ میں کوئی شخص معاویہ بن معاویہ نام معلوم نہیں [122]۔ **قاله فی الاستیعاب ونقله فی الاصابة** (ابن عبدالبر نے یہ استیعاب میں کہا اور حافظ نے اسے اصابہ میں نقل کیا۔ ت) یونہی ابن حبان نے کہا کہ مجھے [عـــہ] اس نام کے

عـــہ: وہابیہ کے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں یہاں عجیب تماشہ کیا ہے،
اوّلا استیعاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معٰویہ بن معٰویہ لیثی پر نماز پڑھی۔ پھر کہا (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[118] میزان الاعتدال ترجمہ ۷۰۸۵ محبوب بن ہلال دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۴۴۲
[119] میزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۳۰ العلاء بن زید الثقفی دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۹۹
[120] میزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۳۰ العلاء بن زید الثقفی دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۹۹
[121] العلل المتناہیۃ حدیث فی فضل معاویۃ بن معاویۃ دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۲۹۹
[122] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ ۸۰۸۰ معاویۃ بن معاویۃ دارصادر بیروت ۳/ ۴۳۷

کوئی صاحب صحابہ میں یاد نہیں[123] اثرہ فی المیزان (اسے ذہبی نے میزان میں نقل کیا۔ت)

ثانیًا فرض کیجئے کہ یہ حدیث اپنے طُرق سے ضعیف نہ رہے کمااختارہ الحافظ فی الفتح (جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اسے فتح الباری میں اختیار کیا ہے۔ت) یا بفرض غلط لذاتہ صحیح سہی پھر اس میں کیا ہے خود اسی میں تصریح ہے کہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیش نظر انور کردیا گیا تھا تو نماز جنازہ حاضر پر ہوئی نہ کہ غائب پر حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ طبرانی کے یہاں یہ ہیں: جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! معاویہ بن معاویہ مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا۔

اتحب ان اطوی لك الارض، فتصلی علیه قال نعم، فضرب بجناحه علی الارض فرفع له سریرہ فصلی علیه، وخلفه صفان من الملائکة کل صف سبعون	کیا حضور چاہتے ہیں کہ حضور کے لئے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھیں، فرمایا: ہاں۔ جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا جنازہ حضور کے سامنے ہوگیا اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی، اور فرشتوں کی دو ۲ صفیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

استیعاب میں اس قصہ کا مثل معاویہ بن مقرن کے حق میں ابوامامہ سے روایت کیا۔ پھر کہا نیز اس کا مثل انس سے ترجمہ معاویہ بھی معاویہ مزنی میں روایت کیا[124]۔ اس میں یہ وہم لاتا ہے کہ گویا تین صحابی جدا جدا ہیں جن پر نماز غائب مروی ہے، حالانکہ یہ محض جہل یا تجاہل ہے وہ ایک صحابی ہیں معاویہ نام جن کے نسب ونسبت میں راویوں سے اضطراب واقع ہوا، کسی نے مزنی کہا، کسی نے لیثی، کسی نے معاویہ بن معاویہ، کسی نے معاویہ بن مقرن، ابوعمر نے معاویہ بن مقرن مزنی کو ترجیح دی کہ صحابہ میں معاویہ بن معاویہ کوئی معلوم نہیں اور حافظ نے اصابہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی کو ترجیح دی اور لیثی کہنے کو علاء ثقفی کی خطا بتایا اور معاویہ بن مقرن کو ایک اور صحابی مانا جن کے لئے یہ روایت نہیں بہر حال صاحب قصہ شخص واحد ہیں، اور شوکانی کا ایہام تثلیث محض باطل۔ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا: **معاویه بن معاویه المزنی ویقال اللیثی ویقال معاویة بن مقرن المزنی قال ابوعمر وھو اولی بالصواب**[125] الخ یعنی معاویہ بن معاویہ مزنی، اور کوئی کہتا ہے معاویہ بن مقرن مزنی، ابوعمرو نے کہا یہی صواب سے نزدیک تر ہے۔ پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے دوسرے طور پر اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر۔ ۱۲منہ

[123] میزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۳۰ العلاء بن زید الثقفی دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۹۹

[124] نیل الاوطار الصلٰوۃ علی الغائب بالنیۃ مصطفی البابی مصر ۴/ ۵۷

[125] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ترجمہ معاویہ بن معاویہ مزنی المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۴/ ۳۸۸

الف ملك [126]۔	حضور کے پیچھے تھیں، ہر صف میں ستر ہزار فرشتے۔

ابواحمد حاکم کے یہاں یوں ہے:

وضع جناحه الایمن علی الجبال ، فتواضعت ووضعت جناحه الایسر علی الارضین فتواضعت حتی نظرنا الی مکة والمدینة فصلی علیه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وجبریل والملئکة [127]۔	جبریل نے اپنا داہنا پَر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے بایاں زمینوں پر رکھا وہ پست ہوگئیں یہاں تک کہ مکہ ومدینہ ہم کو نظر آنے لگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جبریل وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام نے ان پر نماز پڑھی۔

حدیث انس بطریق محبوب کے لفظ یہ ہیں: جبریل، نے عرض کی کیا حضور اس پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

فضرب بجناحه الارض فلم تبق شجرة ولا اکمة الا تضعضعت ورفع له سریرہ حتی نظر الیه فصلی علیه [128]۔	پس جبریل نے زمین پر اپنا پَر مارا کوئی پیڑ اور ٹیلہ نہ رہا جو پست نہ ہوگیا اور ان کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ پیش نظر اقدس ہوگیا، اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی۔

بطریق علاء کے لفظ یوں ہیں:

هل لك ان تصلی علیه فاقبض لك الارض قال نعم فصلی علیه [129]۔	جبریل نے عرض کی حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین سمیٹ دوں، فرمایا: ہاں۔ جبریل نے ایسا ہی کیا، اُس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی۔

اقول: بلکہ طرز کلام مشیر ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے جنازہ سامنے ہونے کی حاجت سمجھی گئی، جب تو جبریل نے عرض کی کہ حضور نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور نماز پڑھیں۔ **فافهم**

[126] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ الطبرانی باب المشی بالجنازۃ الخ مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/ ۴۶، فتح القدیر بحوالہ الطبرانی فصل فی الصلٰوۃ علی المیّت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸۱/۲

[127] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی باب الصلوۃ علی الغائب دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۳۸

[128] الاصابہ فی تمییز الصحابہ ترجمہ ۸۰۸۰ معاویہ بن معاویہ دار صادر بیروت ۳/ ۴۳۶

[129] الاصابہ فی تمییز الصحابہ ترجمہ ۸۰۸۰ معاویہ بن معاویہ دار صادر بیروت ۳/ ۴۳۷

واقعہ سوم: واقدی نے مغازی میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی:

لما التقی الناس بموتة، جلس رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی المنبر وکشف له مابینه وبین الشام، فھو ینظر الٰی معرکتھم، فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم اخذ الرایة زید بن حارثة، فمضی حتی استشھد، وصلی علیه ودعاله وقال استغفروا له وقد دخل الجنة وھو یسعٰی ثم اخذ الرایة جعفر بن ابی طالب فمضٰی حتی استشھد فصلی علیه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ودعا وقال استغفروا له وقد دخل الجنة فھو یطیر فیھابجنا حین حیث شاء[130]۔ (ملخصًا)	جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف فرماہوئے اور اللہ عزوجل نے حضور کے لئے پردے اٹھادیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے، اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: زید بن حارثہ نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا، حضور نے انھیں اپنی صلٰوۃ ودعا سے مشرف فرمایااور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لئے استغفار کرو بیشک وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا۔ حضور نے فرمایا پھر جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ان کو اپنی صلٰوۃ ودعا سے شرف بخشا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لئے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔

اوّلاً یہ دونوں طریق سے مرسل ہے اقول عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں، قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی کے پوتے اور یہ عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم ہیں، صغار تابعین سے عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کے پر پوتے۔

ثانیًا خود واقدی کو محدثین کب مانتے ہیں، یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا ادعا کیا[131]

اقول: و زدت ھذا مشایعة للاوّل وکلاھما الزام فالمرسل نقبله والواقدی نوثقه۔	**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ نقد، پہلے نقد کی روش پر میں نے بڑھا دیا ہے اور دونوں اعتراض الزامی ہیں ورنہ ہمارے نزدیک حدیث مرسل مقبول ہے اور واقدی ثقہ ہیں۔(ت)

[130] کتاب المغازی بیان غزوہ موتۃ موسسۃ العلمی بیروت ۲/ ۷۶۲

[131] میزان الاعتدال ترجمہ ۷۹۹۳ محمد بن عمر واقدی دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۶۶۲

ثالثًا، اقول عبداللہ بن ابی بکر سے راوی شیخ واقدی عبدالجبار بن عمارہ مجہول ہے[132] **کما فی المیزان** (جیسا کہ میزان میں ہے۔ت) تو مرسل نامعتضد ہے۔ (یعنی رواۃ ثقہ ہو تو یہ مرسل قوی ومقبول ہوتی، جہالت راوی کے باعث اس میں قوت نہ رہی ۱۲ مترجم)

رابعًا خود اسی روایت میں صاف تصریح ہے کہ پردے اُٹھادئے گئے تھے، معرکہ حضرتِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔

اقول: لکن موتۃ بالشام علی مرحلتین من بیت المقدس وغزوتھا سنۃ ثمان وقد حولت القبلۃ قبلھاعــہ بزمان فکیف یکفی الرؤیۃ مع اشتراط کونھا امام المصلی الاٰن یقال انما ارید الرد علی الاحتجاج لصلٰوۃ الغیب وقدتم واذا ثبت فیھا قولنا ثبت ذلك الشرط لنا لان الرویۃ مع الاستدبار لاتمکننا۔	**اقول:** لیکن مقام موتہ سرزمین شام میں بیت المقدس سے دو ۲ منزلہ پر واقع ہے (تو مدینہ سے سمتِ قبلہ میں نہیں بلکہ قبلہ سمت مخالف شمال میں ہوا، مترجم) اور غزوہ موتہ ۸ھ ہجری میں ہوا جس سے بہت پہلے تحویل قبلہ ہوچکی تھی پھر یہ روایت کیسے کافی ہوگی جبکہ جنازہ کا مصلی کے آگے ہونا شرط ہے۔ جواب کہا جاسکتا ہے کہ غائبانہ نماز پر استدلال کارَد کرنا مقصود تھا وہ پورا ہوگیا، اوراس بارے میں جب ہمارا قول ثابت ہوجائیگا تو وہ شرط بھی ہمارے حق میں ثابت ہوگی اس لئے کہ پشت کی جانب جنازہ ہوتے ہوئے دیکھ لینا ہمارے لیے ناممکن ہے۔ت)

خامسًا، اقول: کیا دلیل ہے کہ یہاں صلٰوۃ بمعنی نماز معہود ہے بلکہ درود ہے اور دعا لہ عطفِ تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور سوق روایت اسی میں ظاہر کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اس وقت منبر اطہر پر تشریف فرماہونا مذکور اور منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا اور معتاد یہی ہے کہ مبنر پر رُو بحاضرین وپشت بہ قبلہ جلوس ہو۔ اور اس روایت میں نماز کے لئے منبر پر سے اترنے پھر تشریف لے جانے کا کہیں ذکر نہیں، نیز برخلاف روایت نجاشی اس میں نماز صحابہ بھی نہیں، نہ یہ کہ حضور نے ان کو نماز کے لئے فرمایا۔ اگر یہ نماز تھی تو صحابہ کو شریک نہ فرمانے کی کیا وجہ۔ نیز اسی معرکہ میں تیسری شہادت عبداللہ بن رواحہ

عــہ: لان تحویلھا فی السّنۃ الثانیۃ ۱۲ منہ (م)	اس لئے کہ تحویلِ قبلہ ۲ھ میں ہوئی ہے۔ (ت)

[132] میزان الاعتدال ترجمہ ۴۷۴۲ عبدالجبار بن عمارہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۵۳۴

رضی اللہ عنہ کی ہے ان پر صلوٰۃ کا ذکر نہیں، اگر نماز ہوتی تو ان پر بھی ہوتی، ہاں درود کی ان دو کے لئے تخصیص وجہ وجیہ رکھتی ہے اگرچہ وجہ کی حاجت بھی نہیں کہ وہ احکام عامہ سے نہیں، وجہ اس حدیث سے ظاہر ہوگی کہ جس میں ان دو کرام کا حضرت ابن رواحہ سے فرق ارشاد ہوا ہے اور یہ کہ ان کو جنت میں منہ پھیرے ہوئے پایا کہ معرکہ میں قدرے اعراض واقع ہو کر اقبال ہوا تھا۔

وھو فی اخر ھذین المرسلین رواہ البیھقی عن طریق الواقدی بسندیہ والیہ اشارفی حدیث ابن سعد عن ابی عامر الصحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ مرفوعا رأیت فی بعضھم اعراضا کانہ کرہ السّیف[133]۔	وہ بات ان ہی دونوں مرسل کے آخر میں ہے اسے بیہقی نے بطریق واقدی اس کی دونوں سندوں سے روایت کیا ہے، اور اسی کی طرف طبقات ابن سعد کی حدیث میں اشارہ ہے جو حضرت ابو عامر صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ سرکار نے فرمایا ان میں سے ایک کے اندر میں نے کچھ اعراض دیکھا گویا شمشیر سے اسے ناگواری ہوئی۔ (ت)

اور سب سے زائد یہ کہ وہ شہید معرکہ ہیں، نماز غائب جائز ماننے والے شہید معرکہ پر نماز نہیں مانتے، تو باجماع فریقین یہاں صلوٰۃ بمعنی دُعا ہونا لازم، جس طرح خود امام نووی شافعی، امام قسطلانی شافعی، امام سیوطی شافعی رحمہم اللہ تعالٰی نے صلوٰۃ علٰی قبور شہداء اُحد میں ذکر فرمایا کہ یہاں صلوٰۃ بمعنٰی دعا ہونے پر اجماع ہے کما اثرناہ فی النھی الحاجز (جیسا کہ ہم نے اسے النہی الحاجز میں نقل کیا ہے۔ت) حالانکہ وہاں صلّی علٰی اھل احد صلوٰتہ علی المیّت[134] (اہل اُحد پر ویسے ہی صلوٰۃ پڑھی جیسے میّت پر صلوٰۃ ہوتی ہے۔ت) ہے، یہاں اس قدر بھی نہیں، وہابیہ کے بعض جاہلان بیخرد مثل شوکانی صاحب نیل الاوطار ایسی جگہ اپنی اُصول دانی یوں کھولتے ہیں کہ صلوٰۃ بمعنی نماز حقیقت شرعیہ ہے اور بلادلیل حقیقت سے عدول ناجائز۔

اقول: اولاً ان مجتہد بننے والوں کو اتنی خبر نہیں کہ حقیقت شرعیہ صلوۃ بمعنی ارکان مخصوصہ ہے یہ معنی خود نماز جنازہ میں کہاں کہ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجود نہ قراءت نہ قعود الثالث عندنا والبواقی اجماعا (قراءت ہمارے نزدیک اور باقی تینوں بالاجماع کسی کے یہاں نہیں۔ت) ولہذا علماء تشریح فرماتے ھیں کہ نماز جنازہ صلوۃ مطلقا نہیں اور تحقیق یہ کہ وہ دعائے مطلق و صلوۃ مطلقہ

---

[133] الطبقات الکبرٰی بیان سریۂ موتہ دار صادر بیروت ۲/۱۳۰

[134] صحیح البخاری بالصلوٰۃ علی الشہید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۹

میں برزخ ہے کما اشار الیہ البخاری فی صحیحہ واطال فیہ (جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کی جانب اشارہ کیا ہے اور اس بارے میں طویل کلام کیا ہے۔ت) محمود عینی نے تصریح فرمائی کہ نماز جنازہ پر اطلاقِ صلٰوۃ مجاز ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: سماھا صلٰوۃ لیس فیھا رکوع ولاسجود[135] (اس کا نام رکھا ایسی نماز جس میں رکوع و سجود نہیں، ت) عمدۃ القاری میں ہے:

لکن التسمیۃ لیست بطریق الحقیقۃ ولا بطریق الاشتراک ولکن بطریق المجاز[136]۔	لیکن تسمیہ بطور حقیقت نہیں، نہ بطور اشتراک بلکہ بطریق مجاز ہے۔(ت)

ثانیًا: صلٰوۃ کے ساتھ جب علٰی فلان مذکور ہو ہرگز اس سے حقیقت شرعیہ مراد نہیں ہوتی، نہ ہو سکتی ہے،

قال اللہ تعالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾[137] ۔ اللّٰھم صلّ وسلم وبارك علیہ وعلٰی اٰلہ کماتحب وترضٰی وقال وَ صَلِّ عَلَیْهِمْؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْؕ[138] وقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم صلِّ علٰی اٰلِ ابی اوفٰی[139] ۔	اللہ تعالٰی فرماتا ہے: اے ایمان والو! ان پر صلٰوۃ بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ اے اللہ! اُن پر اور ان کی آل پر رحمت و سلامتی و برکت نازل فرما جیسی تجھے محبوب و پسندیدہ ہے۔ اور ارشاد باری ہے: ان پر صلٰوۃ بھیج بیشک تیری صلٰوۃ ان کے لئے سکون ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آلِ ابی اوفی پر صلٰوۃ فرما۔(ت)

کیا اس کے یہ معنٰی ہیں کہ الٰہی! تو آلِ ابی اوفی پر نماز یا ان کا جنازہ پڑھ؟ کیا صلٰوۃ علیہ شرع میں بمعنی دور د نہیں؟ ولکن الوھابیۃ قول یجھلون (لیکن وہابیہ نادان قوم ہے۔ت)

تنبیہ: بعض حنفی بننے والے یہاں یہ عذر بے معنی پیش کرتے ہیں کہ مدارج النبوۃ میں ہے:

والاٰن در حرمین شریفین متعارف ست کہ چوں خبر	اور اس وقت حرمین شریفین میں متعارف ہے کہ

---

135 صحیح البخاری باب سنۃ الصلٰوۃ علی الجنازۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۶

136 عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب سنۃ الصلٰوۃ علی الجنازۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۸/۱۲۲

137 القرآن ۳۳/ ۵۶

138 القرآن ۹/ ۱۰۳

139 صحیح البخاری باب ھل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۴۱

می رسد کہ فلان مرد صالح در بلدے از بلادِ اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضے حنفیّہ باایشاں شریک می شونداز قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیّہ چوں شریک می شوند در گزار دن ایں نماز، گفت دُعائے است کہ میکنند فلاباس بہ [140]۔	جب اطلاع ملتی ہے کہ فلاں مرد صالح بلاد اسلام میں سے کسی شہر میں فوت ہوگیا تو شافعیہ اس کی نماز پڑھتے ہیں اور کچھ حنفی بھی ان کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں۔ قاضی علی بن جار اللہ سے جو فقیر کے شیخ حدیث تھے پوچھا گیا کہ حنفیّہ اس نماز کی ادائیگی میں کیسے شریک ہوتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ ایک دعا ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(ت)

تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ واجماع جمیع ائمہ مذہب کے مقابل گیارھویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کرتے ہوئے شرم چاہئے تھی۔

(ا) امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالٰی کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کے لئے مرتبہ اجتہاد کی شہادت دیتے، ان امام جلیل کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی مسئلہ مذہب پر بحث کرنا چاہیں تو ڈرتے ڈرتے یوں فرماتے ہیں: **لوکان الیّ شیئ لقلت کذا** [141] مجھے کچھ اختیار ہوتا تو یوں کہتا۔ (دیکھو فتح القدیر مسئلہ آمین وکتاب الحج باب الجنایات مسئلہ حلق وغیرہما) پھر جو بحث وہ کرتے ہیں علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں مسموع نہ ہوگی، اس پر عمل جائز نہیں، مذہب ہی کا اتباع کیا جائے گا۔ ردالمحتار نواقض مسح الخف میں ہے:

قد قال العلامۃ قاسم لا عبرۃ بابحاث شیخنا یعنی ابن الہمام اذا خالف المنقول [142]۔	علامہ قاسم نے فرمایا: ہمارے استاد امام ابن الہمام کی بحثوں کا کچھ اعتبار نہیں جب وہ مسئلہ منقولہ مذہب کے خلاف ہوں۔

اسی طرح جنایات الحج میں ہے۔ نکاح الرقیق میں علامہ نورالدین علی مقدسی سے ہے:

الکمال بلغ الاجتہاد وان کان البحث لایقضی علی المذہب [143]۔	امام ابن الہمام رتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اگرچہ بحثِ مذہب پر غالب نہیں آسکتے۔

[140] مدارج النبوۃ انتقال شاہِ حبشہ نجاشی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۳۷۷

[141] فتح القدیر باب صفۃ الصلٰوۃ وباب الجنایات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۵۷ و ۲/ ۴۴۸

[142] ردالمحتار باب المسح علی الخفین ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/ ۱۸۴

[143] ردالمحتار باب نکاح الرقیق ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۲/ ۳۷۸

پھر جسے ادنٰی لیاقتِ اجتہاد بھی نہیں جمیع ائمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات! طحطاوی باب العدت میں ہے:

النص ھو المتبع فلا یعول علی البحث معہ [144]۔	نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے ہوئے بحث کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) تصریح ہے کہ خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں، ہم نے العطایا النبویہ میں اس کی بہت نقول ذکر کیں، حلبی علی الدر باب صلٰوۃ الخوف میں ہے:

لا یعمل بہ لانہ قول البعض [145]۔	اس پر عمل نہ کیا جائے کہ یہ بعض کا قول ہے۔ تو جو ایک کا بھی قول نہ ہو اس پر کیونکر عمل ہو سکتا ہے۔

(۳) نصوص جلیہ ہیں کہ متون کے مقابل شروح، شروح کے مقابل فتاوٰی پر عمل نہیں۔ ہم نے ان کی نقول متوافرہ اپنی کتاب فصل القضانی رسم الافتاء میں روشن کیں اور علامہ ابراہیم حلبی محشیٔ درکے قول میں مذکور ہے:

لا یعمل بہ لمخالفتہ لاطلاق سائر المتون [146]۔	اس پر عمل نہیں کہ اطلاق جملہ متون کے خلاف ہے۔

جب نہ متون بلکہ صرف اطلاق عبارات متون کا مخالف نا قابل عمل تو جو متون و شروع و فتاوٰی سب کے خلاف ہے اس پر عمل کیونکر محتمل!

(۴) پھر وہ بحث کچھ ہستی بھی رکھتی ہو، نماز جنازہ مجرد دعا کے مثل زنہار نہیں۔ دعا میں طہارت بدن، طہارت جامہ، طہارت مکان، استقبال قبلہ، تکبیر تحریمہ، قیام تحلیل، استقرار علی الارض کچھ بھی ضرور نہیں، اور نماز جنازہ میں یہ اور ان سے زائد اور بہت باتیں سب فرض ہیں، کیا اگر کچھ لوگ اسی وقت پیشاب کرکے، بے استنجا، بے وضو، بے تیمّم جنازہ کے پاس آئیں اور ان میں ایک شخص قبلہ کو پشت کرکے جنازہ کی پٹی سے پیٹھ لگا کر بیٹھے اور باقی کچھ اس کے آگے برابر لیٹے بیٹھے، کچھ گھوڑوں پر چڑھے اور اُتر، دکھن، پورب مختلف جہتوں خلاف قبلہ کو منہ کئے ہوں وہ پشتوں میں کہے: الٰہی! اس میّت کو بخش دے اور یہ سب انگریزی وغیرہ میں آمین کہیں، تو کوئی

---

[144] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب العدّۃ فصل فی ثبوت النسب دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۴۱

[145] ردالمحتار بحوالہ حلبی باب صلٰوۃ الخوف ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/ ۵۶۸

[146] ردالمحتار بحوالہ حلبی باب صلٰوۃ الخوف ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/ ۵۶۸

عاقل کہہ سکتا ہے کہ نماز جنازہ ادا ہوئی اور اس طرح کی نماز میں حرج نہیں، دعائے ست کہ می کنند فلا باس بہ (ایک دعا ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ت) اجماع ائمہ مذہب کے خلاف ایسی بے معنی استناد کیسی جہالتِ شدیدہ ہے۔ شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارھویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم، سے لغزش بھی ہوتی ہے، پھر اس کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا زلۃ العالم وانتظر وافَیْئَتَہ،[147]۔ رواہ الحسن بن علی الحلوانی استاذ مسلم و ابن عدی والبیہقی والعسکری فی الامثال عن عمر وبن عوف المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار رکھو۔ اسے استاذِ امام مسلم حسن بن علی حلوانی، ابن عدی، بیہقی اور امثال میں عسکری نے حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: عالم سے لغزش ہوتی ہے تو وہ اس سے رجوع کرلیتا ہے اور اس کی خبر شہروں شہروں پہنچ کر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے[148] ذکرہ المناوی فی فیض القدیر (اسے علامہ مناوی نے فیض القدیر میں لکھا۔ت)

خدارا انصاف! ذرا یوں فرض دیکھئے کہ کتبِ مذہب میں جواز نماز غائب وتکرار جنازہ کی عام تصریحات ہوتیں، اور ایک قاضی ممدوح نہیں ان جیسے دوسو قاضی اسے ناجائز بتاتے اور کوئی شخص کتب مذہب کے مقابل ان دوسو سے سند لاتا تو دیکھیے یہ حضرات کس قدر غل مچاتے، اُچھل اُچھل پڑتے کہ دیکھو کتب مذہب میں تو جواز کی صاف تصریح ہے اور یہ شخص ان سب کے خلاف گیارھویں صدی کے دوسو قاضیوں کی سند دیتا ہم ان کی مانیں یا کتب مذہب کو حق جانیں، اور اب جو اپنی باری ہے تو تمام ائمہ مذہب کا اجماع، تمام کتب مذہب کا اتفاق سب بالائے طاق، اور تنہا قاضی ممدوح کو تقلید کا استحقاق، اس ظلم صریح وجہل قبیح کی کوئی حد ہے، مگر یہ ہے کہ جب کہیں کچھ نہ پایا **الغریق یتشبث بالحشیش** ڈوبتا سوار (تنکا) پکڑتا ہے **وباللہ العصمۃ**۔

مدراج النبوۃ نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد، نہ شیخ کو اس پر تعویل واعتماد، وہ حنفی ہیں اور مذہب حنفی خود اسی کتاب میں اسی عبارت سے اوپر بتا رہے ہیں، مذہب امام ابو حنیفہ

[147] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الشہادات دار صادر بیروت ۱۰/ ۲۱۱

[148] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۴۷ ۷۴۷ اتقوا الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۰

ومالکیہ رحمہم اللہ تعالٰی آنست کہ جائز نیست[149] (امام ابو حنیفہ ومالکیہ رحمہم اللہ تعالٰی کامذہب یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔ت)
پھراس پر دلیل بتا کر مخالفین کے جواب دیئے ہیں، نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور پُر نور سید نا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہر روز بہ نیت جملہ اموات مسلمین نماز غائب پڑھنے کی وصیّت نقل کرکے اس پر سکوت نہ کیا کہ کہاں قاضی علی بن ظہرہ اور کہا حضور پُر نور غوثیت مآب۔ مبادا غلامانِ حضور اس سے حنفیّہ کے لئے جواز خیال کریں لہٰذا معًا اس پر تنبیہ کو فرمادیا کہ ایشاں حنبلی اند ونزد امام احمد بن حنبل جائز است (وہ حنبلی ہیں اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جائز ہے۔ت) اگر شیخ کو اس حکایت سے استناد مقصود ہوتا تو یہاں استدراک و دفع وہم نہ فرماتے بلکہ اسے اس کا مؤید ٹھہراتے کما لا یخفی واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم (جیسا کہ پوشیدہ نہیں، اور خدائے پاک وبر تر خوب جاننے والا ہے۔ت)

جواب سوالِ سوم: اولًا جبکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ نماز غائب وتکرارِ نماز جنازہ پر دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں۔ تو امام کا شافعی المذہب ہونا اس ناجائز کو ہمارے لیے کیونکر جائز کرسکتا ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی[150]۔ رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد والنسائی عن امیر المؤمنین علی ونحوہ احمد والحاکم بسند صحیح عن عمران بن حصین وعن عمر وبن الحکم الغفاری رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	ناجائز بات میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے امیر المومنین علی سے اور اسی کے ہم معنی امام احمد اور حاکم نے بسند صحیح عمران بن حصین سے اور عمر بن حکم غفاری سے روایت کیا۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)

ثانیًا: یہاں اطاعتِ امام کا حیلہ عجیب پادر ہوا ہے۔ بھائیو! وہ تمہارا امام تو جب ہو کہ تم اس کی اقتداء کرو۔ پیش از اقتداء اس کی اطاعت تم پر کیوں ہو، اور جب تمہارے مذہب میں وہ گناہ و ناجائز ہے تو تمہیں ایسے امر میں اس کی اقتداء ہی کب روا ہے ایہ وہی مثل ہے کہ کسی کودن نے کچھ اشعار قبیح وشنیع اغلاط پر مشتمل لکھ کر کسی شاعر کو سنائے۔ اس نے کہا یہ الفاظ غلط باندھے ہیں، کہا بضرورت

---

[149] مدارج النبوۃ انتقال شاہ حبشہ نجاشی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۳۷۷
[150] صحیح البخاری کتاب الاحکام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۷-۵۸، صحیح مسلم کتاب السلام نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۱۲۵، مسند احمد بن حنبل مروی از عمران بن حصین دارالفکر بیروت ۵/ ۶۶ و ۶۷

شعری، کہا با با شعر گفتن چہ ضرور۔

ثالثًا : جائز یا فرض و واجب نمازیں جن میں حنفی حسب شرائط مذکور بحرالرائق وغیرہ۔ اہلسنت کے کسی دوسرے مذہب والے مثلًا شافعی وغیرہ کی اقتداء کرے۔ اس میں ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو امور ہمارے مذہب میں اصل سے محض ناجائز ہیں، ان میں اس کی پیروی نہ کرے اگرچہ اس کے مذہب میں جائز ہوں۔ مثلًا صبح کی نماز میں وہ قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے۔ نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر کہے تو یہ نہ کہے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

انما یتبعه فی المشروع دون غیره[151]۔	اس کی پیروی صرف مشروع میں کرے گا غیر میں نہیں ۔(ت)

تنویر میں ہے:

یاتی المأموم بقنوت الوتر لا الفجر بل یقف ساکتا[152]۔	مقتدی قنوتَ وتر پڑھے فجر نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہے ۔(ت)

بحر میں ہے:

لوکبّر خمسا فی الجنازۃ حیث لا یتابعه فی الخامسة[153]۔	اگر امام نے جنازہ کے اندر پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں میں اس کی پیروی نہ کرے۔(ت)

جب بعد اقتداء یہ حکم ہے تو قبل اقتداء امر ناجائز و نامشروع میں اقتداء کی اجازت کیونکر ممکن۔ غرض مذہب مہذب حنفی کا حکم تو یہ ہے۔ باقی جو کوئی غیر مقلد بننا چاہے تو آج کل آزادی و بے لگامی کی ہوا چل رہی ہے ہر شخص کو شتر بے مہار ہونے کا اختیار ہے اور اس کے رَد میں بحمد اللہ تعالٰی ہمارے رسائل النہی الاکید وغیرہ کافی۔

واللّٰه المستعان علی اهل طغیان ، واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰه رب العلمین و افضل الصلٰوۃ و اکمل	سرکشی والوں کے خلاف خدا ہی سے مدد طلبی ہے، اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ تمام حمد خدا کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور بہتر

[151] العنایۃ علٰی ہامش فتح القدیر باب صلٰوۃ الوتر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۰

[152] درمختار شرح تنویر الابصار باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۴

[153] بحرالرائق باب الوتر والنوافل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۵

السلام علی سیدالمرسلین محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین اٰمین واللہ تعالٰی اعلم۔	دورد۔کامل تر سلام رسولوں کے سردار حضرت محمد پر اور ان کی آل واصحاب سب پر۔الٰہی ! قبول فرما۔اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔(ت)